ماہنامہ
دختران اسلام
لاہور
نومبر 2018ء

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانا شکرِ الٰہی بجالانا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

علامہ محمد اقبالؒ ہر دور کے شاعر ہیں

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے ساتھ کھڑے ہیں عظمیٰ کاردار

رکن صوبائی اسمبلی سے خصوصی گفتگو

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی منہاج القرآن ویمن لیگ (مرکزی ٹیم) سے ملاقات

بریگیڈیئر (ر) محمد اقبال احمد کی زیر صدارت منہاج القرآن ویمن لیگ کا ماہانہ اجلاس

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور

جلد: 25 شمارہ: 11 صفر - ربیع الاول ۱۴۴۰ھ / نومبر 2018ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ اقبال، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی

رائٹرز فورم

مسز راضیہ نوید، آسیہ سیف
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سمیعہ اسلام
مومنہ ملک، جویریہ سحرش

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام —— فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ (سانحہ کے ماسٹر مائنڈز کی طلبی، سپریم کورٹ میں اپیل دائر)		4
فکرِ شیخ الاسلام ادبِ رسالت ہی ادبِ الٰہی ہے	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
بعثتِ محمدی ﷺ بنی نوع انسانیت کیلئے اللہ کا احسان عظیم	آسیہ سیف قادری	8
اقبالؒ کے فلسفہ خودی کو سب سے زیادہ شہرت ملی	صائمہ ابراہیم	12
تزکیہ نفس اور گریہ وزاری	ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ	14
(آثارِ قلم) میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانا شکرِ الٰہی بجالانا ہے	مرتبہ: ماریہ عروج	16
راہِ نور و شوق عظمیٰ کا کردار کا خصوصی انٹرویو	پینل: ام حبیبہ، زینب ارشد	18
Eagers Time	ہادیہ خان	20
(الہدایہ کارنر) متقین اور مومنین کی صفات کا بیان	روبینہ ناز	22
اقبالؒ ہر دور کے شاعر ہیں	سمیعہ اسلام	23
(آپ کی صحت) اچھی نیند، پانی اور موسمی پھلوں کا استعمال اور ورزش	وشاء وحید	25
(فقہ النساء) طلاق ثلاثہ کے شرعی احکام	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	27
گلدستہ تین چیزیں سوچ سمجھ کر اٹھاؤ۔ قدم، قلم، قسم	مرتبہ: ادیبہ شہزادی	30
روحانی وظائف		32

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے
سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.

(الحجرات، ۴۹ : ۱ تا ۲)

’’اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہوجائے)، بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِّ مکرّم (ﷺ) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہوجائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعور تک بھی نہ ہو‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

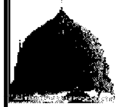

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِيْنَ يُسَلِّمُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ. وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ.

’’حضرت ابوزبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز میں سلام پھیرنے کے بعد (دعا میں) کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غالب آنے والا اور قوت رکھنے والا نہیں اور ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے لئے تمام نعمتیں ہیں اور اسی کے لیے فضل اور تمام اچھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا دین خالص ہے اگرچہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔‘‘

(المنہاج السوی، ص ۳۴۸)

خواب

مشکلیں امت مرحوم کی آساں کردے
مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیماںؑ کردے
جنسِ نایابِ محبت کو پھر ارزاں کردے
ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کردے
(کلیاتِ اقبال، بانگ درا، ص:۲۹۸)

تعبیر

کانگریسی اپنے آقاؤں کے نقش قدم پر چلتے ہیں، تم کہیں ان کی چالوں میں نہ آجانا، مسلمانوں کے لیے یہ موت اور زندگی کا لمحہ ہے اور اگر مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوا تو وہ کسی قیمت پر بھی تباہی سے نہیں بچ سکیں گے۔

(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، 5 فروری 1938ء)

تکمیل

امام حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! جب کسی کی صحبت اور سنگت کو اختیار کرو تو پہلے یہ فیصلہ کرو کہ یہ سنگت اور صحبت قیامت کے دن بھی کام آئے گی یا نہیں؟ اگر وہ سنگت وصحب قیامت میں کام آنے والی ہو تو اسے اختیار کرو، ورنہ چھوڑ دو۔ اس لیے کہ جس دوستی نے قیامت کے دن کام نہیں آنا وہ دوستی یہاں بھی بے کار ہے۔ ایسی مجلس میں بیٹھیں جہاں دل کی زندگی کا خیال رکھا جائے جہاں دین کی فکر ہو آخرت کی فکر ہو، اصلاح کی بات ہو، نیکی اور بھلائی کی بات ہو، اللہ کا ذکر ہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور دین کی بات ہو۔ اگر مجالس کے ایسے موضوعات ہوں تو دل زندہ ہوگا۔ دل کو زندہ اور مردہ کرنے کا پہلا علاج صحبت ہے، ایسی صحبت اختیار کریں جس میں برائی کی بات ہو جو شخص دوسروں کی برائیاں دیکھتا ہے وہ مرتے دم تک اپنی برائیاں نہیں دیکھ سکے گا۔

(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری: بعنوان قلب سلیم کی علامات اور اثرات صحبت، مجلّہ اگست 2018ء)

اداریہ

سانحہ کے ماسٹر مائنڈز کی طلبی، سپریم کورٹ میں اپیل دائر

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو انصاف دلوانے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سرپرستی میں گزشتہ چار سال سے عدالتوں میں قانونی جدوجہد جاری ہے اور اس کے لیے سینئر وکلاء اور لیگل ٹیم حصول انصاف کے لیے برسرپیکار ہے،شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کا ایک ہی موقف ہے کہ 17 جون 2014 ء کے قتل عام کے لیے پولیس آئی نہیں بلکہ بھیجی گئی تھی، لاشیں گری نہیں گرائی گئیں تھیں اور ہماری بہنوں تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضٰی کو انتہائی بے دردی اور سفاکیت کے ساتھ شہید کیا گیا، درجنوں تھانوں کے اہلکار مختلف سپیشل فورسز کے شوٹرز، سنائپرز اور ڈی آئی جی کی سطح کے افسر سے لے کر انسپکٹر کی سطح کے درجنوں سینئر افسران ازخود مختصر سے وقت میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رہائش گاہ اور منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کے سامنے جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی واضح حکم کے بغیر کوئی اہلکار یا پولیس افسر کسی شہری پر گولی چلانے کی جرأت کر سکتا تھا،منصوبہ کے تحت خون کی ہولی کھیلی گئی، پولیس کے ایس ایچ اوز، اہلکار سنگین جرائم میں ملوث ریکارڈ یافتہ اشتہاریوں کو بھی رات کے اندھیرے میں پولیس مقابلے میں پار کرنے کے جرم میں مختلف نوعیت کی محکمانہ اور جوڈیشل انکوائریاں بھگتتے ہیں اور جعلی پولیس مقابلوں کے مرتکب پولیس افسران اور اہلکار سزائیں بھی پاتے ہیں، ایسی درجنوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، سبزہ زار لاہور کے ایک جعلی پولیس مقابلہ میں سابق وزیراعلیٰ شہباز شریف نامزد ہوئے اور ایک طویل عرصہ یہ کیس چلتا رہا کیونکہ اشرافیہ کے اس نظام میں غریب اور کمزور کی زندگی طاقتور اور بااثر قاتلوں کی زندگیوں سے کم تر ہیں،اسی لیے سبزہ زار جعلی پولیس مقابلہ کے ماسٹر مائنڈز کو سزا نہ مل سکی اور مقابلے میں مار دیئے جانے والے بچوں کی بدقسمت ماں کی آنکھوں میں تیرنے والے آنسو بھی منجمد ہو گئے، جس لاہور شہر میں اشتہاریوں کو خفیہ طریقے سے رات کے اندھیرے میں پولیس مقابلوں میں مارے جانے پر انکوائریاں ہوتی ہیں اسی شہر لاہور کے اندر دن کی روشنی میں معصوم شہریوں پر گھنٹوں آگ اور بارود کی بارش کی جاتی ہے اور کوئی محکمانہ انکوائری نہیں ہوتی؟ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قتل عام کا حکم مقتدر ایوانوں سے دیا گیا تھا، اگر اس سانحہ کی غیر جانبدار محکمانہ انکوائری ہوتی تو جرم کا کھرا اعلیٰ ایوانوں اور شخصیات تک جاتا، اس لیے سابق وزیراعلیٰ پنجاب اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے نامزد ملزم شہباز شریف جب تک برسراقتدار رہے انہوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی کوئی غیر جانبدار انکوائری نہیں ہونے دی اور جسٹس باقر نجفی کمیشن نے جو انکوائری کی اسے سابق حکومت نے آخری دم تک منظر عام پر نہیں آنے دیا، بالآخر لاہور ہائیکورٹ کے حکم پر جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک ہوسکی، جسٹس باقر نجفی کمیشن نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ حکومت پنجاب اس سانحہ سے بری الذمہ نہیں، پولیس نے وہی کیا جس کا اسے حکم اور مینڈیٹ دے کر بھیجا گیا تھا، اسی طرح جب شریف برادران اور ان کے حواریوں کی طلبی کے لیے لاہور ہائیکورٹ سے رجوع کیا گیا تو طلبی بنچ کے سربراہ جسٹس قاسم علی خان نے اپنے اختلافی نوٹ میں لکھا جتنی فورس محض بیریئر ہٹانے کی آڑ میں بھیجی گئی کیا اتنی بھاری نفری کی ضرورت تھی؟ انہوں نے انسداد دہشتگردی عدالت کے فیصلے پر بھی حیرت کا اظہار کیا کہ استغاثہ کی منظوری کے مرحلہ پر بعض اہم واقعات کو نظر انداز کیا گیا جن کی بنیاد پر نامزد کیے گئے ملزمان کی طلبی کی جا سکتی تھی، انہوں نے لکھا کہ 16 جون 2014 ء کی اس میٹنگ کے منٹس کیوں نہیں منگوائے گئے جس میں ماڈل ٹاؤن آپریشن کا فیصلہ کیا گیا تھا، انہی گراؤنڈز پر شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کی طرف سے سپریم کورٹ میں شریف برادران کی طلبی کے لیے اپیل دائر کر دی گئی ہے، اس کے علاوہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی جے آئی ٹی کی تشکیل کیلئے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جسٹس ثاقب نثار نے بھی نوٹس لے رکھا ہے، شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کا یہ موقف ہے کہ حقیقی ملزمان تک پہنچنے کیلئے اصل ملزمان کی طلبی اور سانحہ کی ازسرنو تحقیقات کیلئے جے آئی ٹی کی تشکیل ضروری ہے(چیف ایڈیٹر دختران اسلام)

ادبِ رسالت ہی ادبِ الٰہی ہے

حضور ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کو ناپسندیدہ کہنا بھی بے ادبی ہے

اللہ نے فرمایا نبی مکرم ﷺ سے اس طرح بات مت کریں جیسے آپس میں کرتے ہو

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (الحجرات، ۴۹ : ۱ تا۳)

’’اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہوجائے)، بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرّم (ﷺ) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہوجائیں اورتمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعورتک بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چُن کر خالص کر لیا ہے۔ ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اجرِ عظیم ہے‘‘۔

اللہ رب العزت نے مذکورہ بالا آیات میں حضور علیہ السلام کی ادب وتعظیم کا حکم دیا ہے۔ ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ اے ایمان والو! اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ پر آگے نہ کوئی بڑھا اور نہ بڑھ سکتا ہے۔ اس آیت کا سبب یہ تھا کہ دراصل بعض لوگوں نے نماز عیدالاضحیٰ سے پہلے قربانی کرلی تھی اللہ نے منع فرمادیا یہ جوتم نے قربانیاں کیں وہ ضائع ہوگئیں۔ اب یہ گوشت ہے کھاؤ، پیومگرقربانی دوبارہ کرو کیونکہ تم نے حضور علیہ السلام سے پہلے قربانی کرلی ہے۔ اسی طرح ایک روایت ہے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ رمضان شریف شروع ہونے سے ایک دن پہلے کسی نے روزے رکھنے شروع کردیئے جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ عمل نہیں کیا تھا اس پر اللہ نے ان کے روزے ضائع کردیئے۔

جس کو امام بغوی نے امام فخرالدین رازی، امام جلال الدین سیوطی، امام خازن تمام ائمہ مفسرین نے بیان کیا۔

اس آیت مبارکہ میں ادب مصطفیٰ ﷺ سکھایا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اجلال رسول ﷺ کے لیے ملایا تاکہ حضور علیہ السلام کے ادب کو کوئی چھوٹا نہ سمجھے۔ یہ نکتہ سمجھانے کے لیے کہ اب مصطفیٰ ﷺ ہی ادب خدا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنا اسم مبارک آپ ﷺ کے ساتھ ملا

لیا۔ ادب مصطفیٰ ﷺ ہی ادب خدا ہے۔ نکتہ سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنا اسم مبارک ساتھ ملا لیا۔ اگلی آیت میں فرمایا:

جب حضور علیہ السلام سے بات کرو تو اپنی آوازیں اونچی نہ کیا کرو۔ یہی ادب آج تک ہے۔ آج بھی مسجد نبوی میں جالی مبارک کے اردگرد قرآن مجید کی تلاوت بھی اونچی آواز میں کرنے کی اجازت نہیں۔ **لا تعرفعوا اصواتکم فوق صوت النبیﷺ**. حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح بات چیت نہ کرو۔ جیسے زور سے آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو بلکہ ادب و احترام اور اچھے الفاظ کے ساتھ پکارو بے ادبی نہ کرو۔ بے ادبی تین قسم کی ہے:

ا۔کسی کام میں پہل کرنا:

مفسرین بیان کرتے ہیں کہ پہل نہ کرنے میں دنیاوی کام بھی شامل ہیں مثلاً کوئی شخص سفر پر جا رہا ہے۔ جب تک حضور علیہ السلام سفر کے لیے روانہ نہ ہوں تب تک کوئی بھی نہ جائے جب تک آپ ﷺ سواری سے نہ اتریں تو کوئی پڑاؤ نہ کرے۔ کچھ کھانا، پینا ہے جب تک آقا علیہ السلام شروع نہ کریں۔ نہ کھائیں۔ یعنی یہ حکم ہے کہ حضور علیہ السلام کی سنت پر پہل نہ کریں۔ حضور علیہ السلام کی سنت کے خلاف نہ کریں۔ وہ بات جس سے حضور ﷺ کو اذیت ہو نہ کریں کیونکہ یہ سب بے ادبی میں شامل ہے جو کھانے حضور علیہ السلام کو پسند تھے طبیعت چاہے تو کھالو مگر یہ نہ کہو کہ مجھے پسند نہیں۔ یہ بات کہنے سے بے ادبی اور گستاخی ہوجائے گی جو لباس، صورت، کھانا، تہذیب وثقافت حضور ﷺ کو پسند ہے، اس پر عمل نہ ہونا ایمان کی کمی ہے۔ مگر ایمان سلامت رہتا ہے۔ تارک سنت صرف گناہ گار ہوگا یا ثواب سے محروم ہوگا مگر ایمان برباد نہیں ہوگا مگر یہ کہہ دیا کہ مجھے پسند نہیں اس لیے میں نہیں کرتا۔

مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے شہر مدینہ پسند ہے۔ اب کوئی نہیں رہتا نہ رہے مگر یہ نہ کہے کہ مجھے مدینہ میں رہنا پسند نہیں۔ خواہ پانی یا آب و ہوا اس شخص کی طبیعت کے موافق نہیں یہ اسباب بے شک ہوں مگر کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے مدینہ پسند نہیں جس نے کہہ دیا وہ کافر ہوگا۔ صحاح ستہ میں آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مدینہ کے رہنے والوں سے برائی کا ارادہ کرے۔ فرمایا اللہ پاک اس بدبخت کو دوزخ میں یوں پگھلادے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ہندو، سکھ یا مسلم کوئی مذہب ہو زیادتی کی اجازت نہیں جب زیادتی ہر جگہ حرام ہے پھر مدینہ کی تخصیص کیوں کی یہ کہیں نہیں فرمایا کہ جو فلاں شہر والوں سے زیادتی کرے دوزخ کی آگ میں پانی کی طرح پگھل جائے مگر یہ بات صرف اہل مدینہ کے لیے کہی کیونکہ حضور ﷺ کی پسند ہے بنیادی ادب جو اللہ پاک آقا علیہ السلام کا سکھا رہا ہے وہ زندگی کے ہر گوشے میں آج تک ہے۔

صحابہ کرامؓ کے معمولات:

سیدنا صدیق اکبرؓ کے معمول کے حوالے سے کنزالعمال میں حدیث مبارک ہے کہ آپؓ سے کسی نے پوچھا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں؟ خلیفہ کا معنی ہے نائب، جانشین لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ادباً فرمایا میری کیا مجال کہ میں آقا علیہ السلام کا جانشین بنوں فرمایا خلیفہ نہیں بلکہ خالفہ ہوں پنجابی میں خالفہ خالصہ کو کہتے ہیں۔

پوت اس کو کہتے ہیں جو باپ کی طرف سے ملنے والے خصلتوں کو برقرار رکھے، سپوت اس کو کہتے ہیں جو باپ کی عزت کو اور بڑھادے۔ اس کی عزت کو چار چاند لگادے لیکن کپوت اس کو کہتے ہیں جو باپ سے ملنے والی خوبیوں کو گنوادے۔ اسے عربی میں خالفہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں صدیق اکبرؓ کے مقام مرتبہ سے ہر کوئی آگاہ ہے۔ آپؓ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا میں نے دنیا میں ہر ایک کا بدلہ چکا دیا ہے سوائے ابوبکر صدیقؓ کے ان کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن چکاؤں گا۔

ہجرت کی رات کفار تلوار لے کر کھڑے ہوئے کہ حملہ کرکے آپ ﷺ کو شہید کردیں گے۔ آقا علیہ السلام نے بستر پر مولا علی مرتضیٰؓ کو لٹایا۔ ان کا بستر پر لیٹنا گویا کہ اپنی جان کافروں کی تلواروں کے سپرد کرنا تھا اور ابوبکر صدیقؓ غار میں

گئے۔ اپنا انگوٹھا اژدھا کو دے دیا۔ دونوں سپوت تھے جو جان دے رہے تھے مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں خلیفہ نہیں خالفہ ہوں یعنی خاندان کا وہ فرد جس میں کوئی خوبی نہ ہو۔ میں وہ ہوں۔ آقا علیہ السلام کا نائب سمجھنا بھی بے ادبی سمجھا۔ خلیفہ کی جگہ خالفہ بول دیا۔ اس کے یہ ادب کا عالم تھا۔

ادبِ حضرت فاروق اعظمؓ:

دلائل النبوت میں ہے کہ ایک گلی میں ایک آدمی کھڑا تھا اس کے احوال اچھے نہیں تھے۔ اس وجہ سے کچھ لوگ اس کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ آپؓ رک گئے۔ پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس کے والدین نے اس کا نام محمد رکھا تھا۔ آپؓ نے اس کے گھر والوں کو بلایا اور فرمایا کہ میں اس کا نام تبدیل کر رہا ہوں۔ آج سے اس کا نام محمد نہیں بلکہ عبدالرحمٰن ہوگا۔ اس پر والدین نے پوچھا حضور! نام کیوں بدل دیا؟ فرمایا اس کے اعمال اچھے نہیں اس وجہ سے اس کے نام کی بے ادبی ہو رہی ہے۔ لوگ تو اسے برا بھلا کہتے ہیں مگر چونکہ نام محمد ہے بالواسطہ نام کی بے ادبی ہو رہی ہے۔ اس لیے اس کا نام بدل دیا اور عبدالرحمٰن رکھ دیا ہے۔ عبدالرحمٰن کا معنی ہے اللہ کا بندہ۔

حدیث مبارک ہے کہ اگر کسی بیٹے کا نام محمد رکھ لو تو پھر اس کا ادب کیا کرو جو مانگے اسے دیا کرو۔ محروم نہ کیا کرو، طمانچہ نہ مارا کرو۔ فرمایا تم مصطفیٰ ﷺ کے نام کی لاج کیوں نہ رکھو گے جب خدا بھی لاج رکھتا ہے۔

حدیث مبارک ہے قیامت کا دن ہوگا اللہ فرمائے گا محمد ﷺ آجاؤ تو جس جس کا نام بھی محمد ہوگا وہ سمجھے گا کہ شاید مجھے حساب و کتاب کے لیے بلایا ہے۔ ہر محمد نامی شخص دوڑتا ہوا آئے گا۔ فرشتے کہیں گے تمہیں نہیں بلایا تم کیوں آگئے ہو وہ کہیں گے ہمارا نام بھی محمد ہے۔ اللہ فرمائے گا انہیں مغالطہ ہوا ہے کوئی بات نہیں محمد ﷺ کے صدقے سارے آجاؤ۔

ادب حضرت عثمان غنیؓ:

حضرت عثمان غنیؓ عمر میں حضور نبی اکرم ﷺ سے بڑے تھے۔ دلائل النبوت میں ہے جس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ کسی نے حضرت عثمان غنیؓ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا آقا علیہ السلام؟ آپؓ نے جواب میں یہ نہیں کہا کہ میں عمر میں بڑھا ہوں بلکہ فرمایا **هو اکبر منی وانا اقدم منه فی المیلاد. (الترمذی، والحاکم)** ”بڑے تو وہی ہیں مگر میں پیدا پہلے ہوگیا تھا۔ حدیث کے دوسرے حصے میں موازنہ نہیں کیا کہ میں عمر میں بڑا ہوں“۔ یہی بات آپ کے چچا حضرت عباسؓ سے پوچھی کون بڑا ہے آپ یا آپ کے بھتیجے۔ وہی جواب دیا بڑے تو وہی ہیں لیکن میں پیدا پہلے ہوگیا تھا۔

ادبِ حضرت مولا علی المرتضیٰؓ:

حضرت علیؓ نے نماز عصر قضا کردی جب وقت تھا نہیں بتایا کہ پڑھی نہیں۔ اگر بتادیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور ﷺ آرام نہ فرمائیں۔ حضور ﷺ کے آرام کو مقدم کردیا اور نماز کو موخر کردیا۔ فرمایا علی بیٹھو! تمہاری گود میں سر رکھ کر لیٹ جاؤں لیکن آپؓ نے نہیں بتایا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی جب سورج ڈوب گیا تو پوچھا علی! نماز پڑھ لی تھی۔ سونے سے پہلے سرکار نے بھی نہیں پوچھا وہ بھی امتحان لینا چاہتے تھے کہ ان کے ایمان میں ادب کا مقام کیا ہے؟ ایک طرف نماز ہے دوسری طرف ادب مصطفیٰ ﷺ ہے۔

شیخ، مرشد، استاد اور قائد کے ادب کے متعلق ہے کہ نماز پہلے ادا کی جائے گی شیخ کا ادب بعد میں ہے مگر ادب مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ہے خواہ نماز بھی ہو تو حضور ﷺ کا آرام پہلے ہے۔ نماز بعد میں پڑھی جائے گی۔ یعنی ادب مصطفیٰ ﷺ میں قانون بدل جائے گا۔ یہ سوال پیدا ہوا کہ قانون کیوں بدلا؟ دراصل نماز نام ہی دو چیزوں کا ہے۔ خدا کی ثنا اور مصطفیٰ ﷺ پر سلام۔ فرمایا جب قیام، رکوع، سجود، قومہ، جلسہ کر۔ اس کی قبولیت کا طریقہ یہ ہے کہ تم رانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ۔ میرے محبوب پر سلام پڑھو۔ ثناء بھی قبول کروانی ہو تو مصطفیٰ ﷺ پر سلام سے ہوتی ہے۔ جب خدا اپنی ثناء بھی مصطفیٰ ﷺ پر سلام کے بغیر قبول نہیں کرتا تو دعا مصطفیٰ ﷺ پر سلام کے بغیر کیسے قبول ہوسکتی ہے۔ غرض دنیا و آخرت کی بھلائیاں صرف ادب مصطفیٰ ﷺ میں ہی ہیں۔

☆☆☆☆☆

محافلِ میلاد اور کردار سازی

بعثتِ محمدی ﷺ بنی نوع انسانیت کیلئے اللہ کا احسان عظیم

حضور آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا
اسیروں کنیزوں پہ کیا کچھ گزرتی مصیبت کے ماروں کا کیا حال ہوتا

آسیہ سیف قادری

ماہ ربیع الاول کی آمد آمد ہے اور ہر سال تمام عاشقان رسول عید میلاد النبی کا خوشی و مسرت سے جھوم کر استقبال کرتے ہیں۔ ہر سو عید کا سماں ہوتا ہے۔ گلیاں اور محلے سجائے جاتے ہیں، گھروں اور عمارتوں کو لائٹس سے روشن کیا جاتا ہے۔ ہر طرف جلسے جلوس اور محافل میلاد مصطفیٰ کا انعقاد دکھائی دیتا ہے، ہر شہر، گاؤں قریہ قریہ بلکہ ہر گلی محلے میں درود و سلام اور محافل نعت کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ تہوار ایمان کے لیے ایک اہم مذہبی فریضہ کا درجہ رکھتا ہے بلکہ محافل نعت و ذکر سالانہ، روحانی مذہبی اور اجتماع اور روح پرور مقدس تقریب کا روپ دھار چکی ہے۔

ان محافل کا انعقاد پر بھی مختلف آراء اور مختلف اختلاف رائے سے پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے کچھ مسالک کے اپنے عقیدے کی خرابی یا دین سے دوری بھی ہوسکتی ہے لیکن ان محافل کے لیے انعقاد کے جو روحانی اور مذہبی فوائد ثمرات ہیں ان سے انکار کسی کو ممکن نہیں۔ مگر محفل میلاد النبی ﷺ کو محض ایک رسم بنانے کی بجائے ہمیں اس کی روح کو سمجھنا چاہئے کہ ہم جو اپنے گھر اور محلے کی سطح پر یا بازار میں سب مل کر حضور علیہ السلام کے جشن میلاد کی محفل سجا رہے ہیں تو اس عظیم مذہبی فریضے کی اہمیت از روئے قرآن و حدیث کیا ہے؟ اس کا مقصد اور بہترین طریقہ کار کیا ہے۔ ہمارے ہاں کچھ مادیت پرستی اور بدعقیدگی کی وجہ سے معصوم اور سادہ لوح انسان کو یہ کہہ کر گمراہ کیا جاتا ہے کہ دیکھو محفل میلاد ﷺ وغیرہ جیسے سوال کر کے لوگوں کو ابہام کا شکار کرتے ہیں۔ میلاد منانا ایک بدعت، شرک ہے یہ صحابہ کرام کب مناتے تھے۔

درحقیقت یہ سارا فساد جہالت اور بدعقیدگی کی وجہ سے ہے اول تو قرآن کی وہ آیات یاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی یاد کروادیں کہ جس میں اللہ رب العزت نے واشگاف الفاظ میں اپنے محبوب کی بعثت اور ولادت پر احسان جتلایا کہ کہیں اسے کوئی معمولی نعمت نہ سمجھ لیں کیونکہ میرے مصطفیٰ ﷺ کا وجود رحمت ہی میری سب سے بڑی نعمت عظمیٰ ہے میرے سارے خزانوں میں سب سے انمول اور قیمتی ترین خزانہ ہے اس لیے جب ۱۲ ربیع الاول کی شب وہ دریتیم سیدہ آمنہ کی گود میں محمد بنا کر عطا کر دیا گیا اور اس نبی رحمت کی ولادت کی گھڑی آن پہنچی وہ کہ

جس سہانی گھڑی طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پر لاکھوں سلام

سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. (آل عمران: ۱۶۴)

”بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا

کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

دوسری جگہ پر سورہ یونس میں اللہ رب العزت نے حضورﷺ کے وجود کو اپنا سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی رحمت قرار دیتے ہوئے بعثت مصطفیٰﷺ اور اس وجود مسعود کو اپنا سب سے بڑا فضل قرار دیتے ہوئے خوشیاں منانے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ. (یونس:۵۸)

"فرما دیجیے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثتِ محمدیﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں، یہ اس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں"۔

دنیا کا بھی یہی قاعدہ اور دستور ہے کہ جب ہمیں کوئی خوشی ملتی ہے تو ہم اسے منایا کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کی ولادت پر مسرور ہے تو کوئی بیٹے کی شادی پر، کہیں شادی کی سالگرہ منائی جارہی ہے تو کہیں بچوں کی شادی کی تقریبات پر لاکھوں روپے لگا کر فنکشن ارینج کیے جاتے ہیں بلکہ اب تو منگنی کی رسم بھی کسی بڑے شادی ہال میں بڑے اہتمام سے منعقد کی جاتی ہے۔ ان سارے کاموں پر خرچ کرنا تو ان کے نزدیک کوئی فضول خرچی نہیں جبکہ اسلام کے نزدیک یہ سب اسراف کے زمرے میں آتا ہے لیکن یہی لوگ جب محفل میلاد پر اہتمام و انصرام کیا جائے تو فتوے لگاتے نظر آتے ہیں جبکہ یہ اتنا ناگزیر ہے کہ اتنی تاکید اللہ نے کسی کام کے لیے نہیں کی جتنی اس عظیم نعمت عظمیٰ اور فضل عظیم جو حضورﷺ کے وجود مسعود کی صورت میں امت کو عطا کرنے پر خوشیاں منانے کے حکم کو دے کر فرمائی ہے۔

گویا زبان خداوندی میں قرآن یہ اعلان ببانگ دہل کررہا ہے کہ اور کوئی خوشی مناؤ نہ مناؤ مگر ولادت مصطفیٰﷺ کی خوشی کو ضرور مناؤ۔ اسی نعمت عظمیٰ کے عطا ہونے پر خوشی سے جھوم جھوم جاؤ۔ گھر بار سجاؤ، لنگر پکاؤ محفل میلاد کا انعقاد کرو۔ ضیافت میلاد کرو عید میلاد النبی آمد مصطفیٰﷺ مرحبا مرحبا اور صلی علی کی صداؤں سے فضائیں گونج اٹھیں۔ کیونکہ

عید نبوی کا زمانہ آگیا
لب پہ خوشی کا ترانہ آگیا
ہر طرف صلی علی کی دھوم ہے
موج میں ہر اک دیوانہ آگیا

ہر زبان پر مدحت مصطفیٰﷺ ہو ہر دل آمد مصطفیٰ پر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جذبہ تشکر پیش کرنے میں مشغول ہو۔ ہر زبان پر درود وسلام کے نغمے جاری ہوں۔

حضور آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا
اسیروں، کنیزوں پہ کیا کچھ گزرتی اورغم کے ماروں کا کیا حال ہوتا

ہر امتی کو چاہئے کہ اپنے گھر میں حضورﷺ کے جشن میلاد کی خوشی میں محفل کا انعقاد کروائیں چاہے وہ چند خواتین یا مرد حضرات پر مشتمل ہی کیوں نہ ہو۔

پھر اگر آپ کسی وجہ سے اکیلے اپنے گھر میں محفل میلاد کا اہتمام نہیں کرواسکتے تو چند محلے کے افراد مل کر اپنی گلی میں یا کسی بڑے گھر میں محفل کا اہتمام کریں۔

جس طرح رمضان میں تلاوت قرآن اور درس قرآن کے بغیر روزوں کا مزا نہیں اسی طرح ربیع النور میں سرکار دو عالمﷺ کی محافل میلاد کے بغیر سرکار کی بارگاہ میں درود و نعت کے نذرانے پیش نہ کریں تو اس مہینے کا حق ادا ہوتا نظر نہیں آتا۔ یہ مہینہ حضورﷺ کے ساتھ نسبت غلامی اور تعلق محبت کو مضبوط کرنے کا طریقہ ہے۔ یہ عشاق مصطفیٰﷺ کے لیے موسم بہار ہے۔ عشق مصطفیٰﷺ کے فروغ اور استحکام کے لیے محافل نعت و میلاد کا اہتمام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جہاں نعت خواں ہمارے دلوں میں حضورﷺ کی محبت کی شمع جلانے میں وہاں عالم دین اور سکالر حضور کی سیرت اور کردار کی خوبیاں آپ کی عظمتوں اور فضائل کے

بیان سے ہمارے دلوں میں حضور کی والہانہ محبت وعقیدت کے جذبات ابھار کر ہمارے دلوں میں ایمان کو مزید جلا بخشتے ہیں۔

اس لیے ربیع الاول کے پرنور مہینے میں خواتین کو بڑھ چڑھ کر اپنے اپنے گھروں میں محافل میلاد سجانے کا اہتمام کرنا چاہئے لیکن اسے محض ایک رسم نہ بنالیا جائے بلکہ اس کے ذریعے مکمل اخلاقی اور روحانی تربیت کا سامان مہیا کرنا چاہئے۔ ہمارے ہاں بس قرآن کے سپاروں کی تلاوت اور صرف نعت و دعا کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جہاں نعت خواں مدعو کیے جاتے ہیں وہاں کسی معلّمہ یا سکالر کو بھی درس قرآن یا خطاب و بیان کے لیے دعوت دینی چاہئے تاکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں عظمت مصطفیٰ ﷺ اور سیرت مصطفیٰ ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا جائے آج کل جو سب سے بڑا المیہ ہے کہ خواتین ایسی محافل میں شرکت کو وقت کی کمی کے سبب نظر انداز کردیتی ہیں جہاں عقائد کی درستگی کے لیے وعظ کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

آپ کو جب بھی جہاں بھی محفل کی دعوت آئے آپ اس محفل میلاد بھی شرکت کریں۔ کیونکہ

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

محفل میلاد میں شرکت کرنا جہاں ہمارے ایمان میں تازگی اور عشق مصطفیٰ ﷺ میں اضافے اور ترقی کا باعث بنتا ہے وہاں اس سے محرومی ہمارے لیے باعث عذاب بھی ہوسکتی ہے۔

اغیار کا احسان اٹھایا نہیں جاتا
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں
آپ کی ناراضگی سے رائیگاں اعمال سب
اور جنتوں کی سند ہے مسکرانا آپؐ کا

آج خواتین بالخصوص دین سے غفلت برت رہی ہیں۔ ہم سارا دن جس اولاد اور گھر کے کاموں کے لیے خود کو وقف کئے ہوئے ہیں صبح و شام ہم دنیاوی کاموں اور دولت کمانے کے چکروں میں مشغول رہتے ہیں ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ اللہ کے دین کے لیے کسی درس قرآن کی محفل میں جانے کے لیے کسی محفل میلاد میں حاضر ہونے کے لیے یہ سب ہماری دین سے غفلت و لاپرواہی ہے۔

میں سجاتی تھی سرکار کی محفلیں
مجھ کو ہر غم سے رب نے بری کردیا

نجانے ہم کیوں بھول جاتے ہیں کہ موت برحق ہے۔ یہ دنیا فانی ہے اور مومن کے لیے یہ ایک قید خانے سے کم نہیں۔ ہماری دنیا کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں حد بھی مقرر نہیں جو اخروی زندگی کے مقابلے میں بہت مختصر اور عارضی اور حقیر ہے اس کے آرائش و آرام اور کامیابی کے لیے ہم کتنی محنت کرتے ہیں کیا یہ دنیا کا مال و دولت ہمارے کام آئے گا بالکل نہیں جب امتی سے قبر میں تیسرا سوال ہوگا اور حضور کا چہرہ مبارک سامنے ہوگا اور پوچھا جائے گا بتا اے بندے دنیا میں اس نبی کے بارے میں کیا کہتے تھے؟

ماتقول بحق بھذا الرجل؟

اس وقت سب سے ضروری سوال یہی ہوگا جس کو حضور ﷺ کی پہچان نصیب ہوگی وہ جنتی اور جس کے لب خاموش ہوگئے اسے حضور ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہوئی وہ دوزخی قرار پائے گا وہاں بات مصطفیٰ ﷺ کے تعلق اور غلامی مصطفیٰ کام آئے گی اگر اس وقت حضور ﷺ نے ہی پہچاننے سے انکار کردیا تو کون بچائے گا۔ اگر حضور علیہ السلام نے اپنا رخ انور پھیر لیا تو کون داد رسی کرے گا؟

اس کے برعکس وہ خوش نصیب غلامان مصطفیٰ ﷺ وہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ جن کی زندگی حضور ﷺ کی یاد میں محفل سجاتے سجاتے گزر گئی اور ذکر سرکار میں جن کی زبانیں نعتیں پڑھتے پڑھتے اور درود و سلام کرتے کرتے تھکتی نہ تھیں وہ تو حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی پکار اٹھیں گے۔ ان کے بارے میں پوچھتے ہو ارے یہ تو ہمارے آقا تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جن کی یاد میں زندگی گزاردی جن کے دیدار میں تڑپتے رہتے تھے۔

پہچان کے لیے جاننا ضروری ہے اور جانتے تو ہم سب مسلمان ہیں کہ حضورﷺ ہمارے نبی برحق ہیں مگر یہاں بات پہچان پر ختم ہوگی اور پہچان کے لیے تعلق اور روابط بھی بہت ضروری ہے مثلاً آپ کو کسی نے بتادیا کہ میرا دوست فلاں جگہ پر رہتا ہے اس سے آپ کو علم ہوگیا جان تو گئے مگر پہچان کے لیے آپ کی ملاقات میل ملاپ ہونا، بات چیت اور تعلق کا قائم ہونا بہت ضروری ہوتا ہے اور ساری بات ہی تعلق کی ہوتی ہے جان کر انجان تو ہم بن جاتے ہیں مگر جہاں تعلق ہو، محبت ہو، الفت ہو، چاہت اور عشق کا تعلق ہو ان کو آپ کبھی نہیں بھول سکتے۔

عاشق کو اپنے محبوب کی یاد ستاتی ہے وہ عشق و محبت و اظہار کے بہانے ڈھونڈتا ہے وہ تو سارا سال حضورﷺ کے گیت گاتا رہتا ہے۔ اس کے شب و روز ذکر محبوب میں بسر ہوتے ہیں اس کا مقصد محبوب کو راضی کرنا ہوتا ہے۔ وہ زبان حال سے کہتا ہے۔

نعت سرکار کی پڑھتی ہوں میں
بس اسی نام سے گھر میں میرے رحمت ہوگی
اک تیرا نام وظیفہ ہے میرا
رنج و غم میں بھی اسی نام سے راحت ہوگی

محفل میلاد کے انعقاد پر صرف ثواب ہی نہیں ملتا بلکہ جواب ملتا ہے یعنی بارگاہ مصطفیٰﷺ میں آپ کی حاضری قبول ہوجاتی ہے خود تاجدار کائنات جہاں محفل ہوتی ہے وہاں توجہات فرماتے ہیں بارگاہ الٰہیہ سے براہ راست انوار و تجلیات برستے ہیں ملائکہ اپنے نورانی پروں سے تمام محفل نعت و ذکر کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ سب کی دعائیں بارگاہ الٰہیہ میں قبول ہوتی ہیں کہ

جہاں ذکر حبیب ہوتا ہے
خود خدا بھی قریب ہوتا ہے

محفل میلاد کی روحانی برکات و فیوضات تو بے شمار ہیں ہی جبکہ سیرت و کردار سازی میں بھی یہ بے پناہ کردار سرانجام دیتی ہیں۔ ان محافل میلاد النبیﷺ کے چند فوائد درج ذیل ہیں:

☆ محفل میلاد کے اہتمام سے حضور علیہ السلام سے محبت و عشق کا تعلق پیدا ہوتا ہے جس سے منافقت ختم ہوتی ہے اور نئی نسل کو حضور علیہ السلام سے جذباتی تعلق استوار کرنے کے لیے ایک نہایت مثبت سرگرمی میسر آتی ہے۔

☆ فکر آخرت اور دینی فہم حاصل ہوتا ہے۔ قرآن خوانی سے تلاوت قرآن کا ذوق اور رغبت کو فروغ ملتا ہے۔

☆ دوران محفل کسی اچھی معلّمہ یا سکالر کے درس قرآن سے حضور علیہ السلام کے اخلاق حسنہ اور سیرت مبارکہ سے آگہی ملتی ہے جس سے اخلاق سنوارنے میں مدد ملتی ہے۔

☆ نئی نسل کا رجحان فلموں اور گانوں سے ہٹانے میں فن نعت اور خطاب کا ذوق ودیعت کرنے میں آسانی میسر آتی ہے۔

☆ عقیدے کی اصلاح اور کردار کی اعلیٰ اخلاقی خوبیاں اجاگر کرنے کا ذریعہ ہیں۔

☆ محفل میلاد پر کھانے کا اہتمام یا لنگر و تبرک پر جو خرچ آتا ہے اس سے دین کے لیے مالی قربانی مالی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

☆ غریبوں اور کمزور لوگوں کو کھانا کھلانے کا جذبہ ہمدردی وسخاوت پیدا ہوتا ہے۔

☆ محفل میلاد کی تیاری کے لیے گھر بار یا گلی محلّہ کی صفائی کا اہتمام کریں گے جس سے فکری طہارت کے ساتھ ماحولیاتی صفائی کا ثمر بھی ملے گا۔

☆ محفل میلاد سے نعت خوانی اور خطابت اور درس قرآن کے کلچر کو فروغ ملتا ہے۔

الغرض محفل میلاد کی فضیلت و اہمیت بیان کرنا ممکن نہیں بس اللہ کی رضا اور خوشنودی کا اور حضور نبی اکرمﷺ کے والہانہ محبت و عشق کے حصول کا بہترین ذریعہ محفل میلاد مصطفیٰﷺ کا اہتمام و انعقاد ہے۔ اللہ پاک ہمیں حضور نبی اکرمﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

اقبال کے فلسفہ خودی کو سب سے زیادہ شہرت ملی

شاعرِ مشرق نے انسان کو انسانِ کامل بننے کیلئے خودی کی تعلیم دی

خودی کا نشیمن تیرے دل میں ہے...... فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

صائمہ ابراہیم

علامہ محمد اقبالؒ کے کلام میں ہر طرح کے فلسفیانہ خیالات پائے جاتے ہیں لیکن ان کے نام اور کلام کو جس چیز سے زیادہ مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی ہے وہ فلسفہ خودی ہے مگر خودی سے مراد فخر و غرور نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ ذاتی استقلال ہے جو ہر مخلوق کے علم و عمل کو ایک مخصوص دائرے میں نمایاں کرتا ہے۔ انسان کو نشو و نما اور بالیدگی کا سامان فراہم کرتا ہے۔

دراصل خودی اور وحدانیت کا بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ جب ایک انسان یہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا تو اس کے دل سے غیر اللہ کا خوف نکل جاتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کی خودی بیدار ہوتی ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

خودی سے اس طلسم رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا

(کلیات اقبال اردو، بال جبریل، ص۳۵۹)

لہٰذا اقبال کے اس شعر سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر انسان کی خودی بیدار ہو جائے تو پھر اس میں اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ پھر وہ خدائے واحد کے سوا کسی کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا ہے۔ اس لیے انسان کی خودی اس طرح بیدار ہو کہ پھر اس پر کوئی چیز غالب نہ آسکے۔

خودی کا نشیمن تیرے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

(کلیات اقبال، اردو، بال جبریل، ص۴۵۶)

اسی لیے اقبال نے انسان کو "انسان کامل" بننے کے لیے خودی کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ اس کی تربیت کے تین مرحلے ہیں جو شخص بھی مکتب خودی میں داخل ہوتا ہے سب سے پہلے اطاعت کے مرحلے سے گزرتا ہے۔ اطاعت سے مقصود اللہ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت ہے۔ انسان کی زندگی میں اگر اطاعت نہ ہو تو انسان زندگی کے کسی شعبے میں ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ اس لیے اقبال نے خودی کی تکمیل کا اولین مرحلہ اطاعت قرار دیا ہے۔ اس لیے ایک انسان "انسان کامل" تب بنتا ہے جب وہ اپنے اوپر اطاعت کو لازمی قرار دیتا ہے۔ اسے اللہ اور اس کے رسولﷺ کی لازمی پیروی کرنا ہوتی ہے۔ وہ شریعت کی پوری پابندی کرتا ہے۔ عبادت الٰہی بجا لاتا ہے۔ حقوق العباد کے سلسلے میں اس سے کوئی کوتاہی سرزد نہیں ہوتی ہے۔ اس طرح اس کی زندگی ایک خاص اسلامی سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ اسی اطاعت اور فرمانبرداری سے ہی وہ کمال کے درجے تک پہنچتا ہے اور اس سے ہی اس کی خودی کی تکمیل ہوتی ہے اور انسان کامل تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ بقول اقبالؒ

تو ہم از بار فرائض سر متاب
بر خوری از عندہ حسن المآب
در اطاعت کوش اے غفلت شعار
می شو داز جبر پیدا اختیار
ناکس از فرمان پذیری کس شود
آتش از باشدز طغیاں خس شود

(کلیات اقبال فارسی، اسرار و رموز، ص۴۱)

''(اے انسان) ان فرضوں کے بوجھ سے سرتابی نہ کر، منہ نہ موڑ، جو خدا نے تیرے ذمے لگادیے ہیں (تاکہ) تو عندہ حسن المآب کا پھل پائے۔ اس طرح تو اس سے بہترین ٹھکانہ پائے گا۔ اے غفلت کے عادی انسان تو اطاعت کی کوشش کر، یاد رکھ کہ جبر ہی سے اختیار پیدا ہوتا ہے۔ سچے احکام کی پابندی ایسی شے ہے جو نکمے اور بے حقیقت آدمی کو بھی واقعی انسان بنادیتی ہے۔ اس کے برعکس سرکشی کا یہ حال ہے کہ اگر وہ آگ بھی ہے تو سرکشی کی بنا پر اس کی حیثیت تنکے کی ہے''۔

خودی کے لیے کردار کی بڑی اہمیت ہے۔ اس شخص کی خودی کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس کے کردار کی تکمیل ہو اور کائنات میں انسان کامل کی تکمیل خودی کی تکمیل سے ہوتی ہے۔ اس لیے تو علامہ اقبال نے انسان کامل بننے کے لیے خودی کی تکمیل کو لازمی قرار دیا ہے۔ خودی کی تکمیل کا دوسرا مرحلہ ضبط نفس ہے۔ اس مرحلے میں اقبال اسلام کے ارکان خمسہ کی پابندی کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور یہی وہ ارکان ہیں کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ، حج جس کی مشق کرنے سے انسان اپنے نفس پر قابو پاتا ہے اور جب انسان اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے تو وہ درجہ کمال تک پہنچ جاتا ہے جو اسے انسان کامل کا لقب عطا کرتا ہے۔

اسی لیے تو اقبال کہتے ہیں:

ایں ھمہ اسباب استحکام تست
پختۂ، محکم اگر اسلام تست

اگر انسان کی خودی بیدار ہوجائے تو پھر اس میں اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ پھر وہ خدائے واحد کے سوا کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتا ہے۔

(کلیا اقبال فارسی، اسرار و رموز، ص۴۳)

''یہ سب (ارکان اسلام) تیری پختگی و مضبوطی کا سامان ہیں، اگر تیرا اسلام مضبوط ہے تو تُو خود بھی مضبوط ہے''۔

پھر خودی کی تکمیل کا آخری مرحلہ نیابت الٰہی ہے اور یہی وہ مرحلہ ہے جس پر پہنچنے سے انسان خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کا مستحق ہوجاتا ہے اور وہ اسی مقام تک پہنچ کر انی جاعل فی الارض خلیفۃ کی صداقت کا صحیح معنوں میں احساس کرسکتا ہے۔ اور جو شخص نیابت الٰہی اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کا مستحق ٹھہرتا ہے وہ ہی انسان کامل کہلاتا ہے اور یہی انسان کے روحانی ارتقاء کا خلاصہ ہے۔

عمرھا در کعبہ و بتخانہ می نالا حیات
تا ز بزم عق یک دانائے راز آید بروں

(کلیات اقبال فارسی، زبور عجم، ص۳۷)

اقبال کے نزدیک یہ عقیدہ ہے کہ خودی مدتوں تک مسلسل روتی رہتی ہے تو کہیں جاکر ایک انسان کامل کا ظہور ہوتا ہے۔ اب اس دانائے راز کا ظہور حقیقت محمدیہ کی صورت میں ہوچکا ہے۔

لیکن اقبال کا کہنا ہے کہ اگر انسان اپنی خودی کی تکمیل کرے اور قرآنی آیت (**لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ**) (الاحزاب،۳۳:۲۱) کی رو سے آنحضرتﷺ کی ذات بابرکت کو نمونہ قرار دے کر انسان کامل بننے کی کوشش کرسکتا ہے کیونکہ علامہ اقبال کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کے اندر خلیفۃ اللہ بننے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس لیے انسان اگر چاہے تو وہ حضورﷺ کی حیات مبارکہ پر عمل کرکے انسان کامل کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔☆☆

تزکیہ نفس اور گریہ وزاری

جس کو موت آگئی اس کی قیامت تو اسی شام شروع ہوگئی کیونکہ موت کے بعد بدلنے کا موقع نہیں رہتا

حضرت زین العابدین پچاس ہزار دینار کی قیمت کا لباس ایک موسم میں پہن کر فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت خیرات کر دیتے

ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ

موجودہ دور میں انسان اپنی آخرت کو فراموش کر کے فکر دنیا میں گم ہو کر رہ گیا ہے جس سے اس کے باطن کی دنیا ویران ہو چکی ہیں۔ ان حالات میں ایسے مجاہدہ نفس کی ضرورت ہے جو من کی آلائشوں کو ایسا دھوئے کہ بندہ کی دنیا و آخرت سنور جائے۔ اگر ہم اولیاء و صالحین کی زندگیوں کا جائزہ لیں تو وہ دن مخلوق خدا کی خدمت میں گزارتے اور رات مصلّٰی پر اللہ کے حضور گریہ و زاری میں بسر کرتے تھے۔ عبادت کی کثرت کے باوجود اہل اللہ خشیت الٰہی سے کانپتے تھے لیکن آج امت مسلمہ نے ان کی تعلیمات کو دو ٹکڑے کر دیا ہے اور نیکی کو رسم و رواج کا درجہ دے دیا ہے جس سے نیک و بد میں تمیز ختم ہو چکی ہے جس کے پاس دولت کا انبار ہے وہی متقی و پرہیزگار ہے اس تصور نے دین کی قدریں پامال کر دیں ہیں۔ ان خرافات سے نجات حاصل کرنے کے لیے معمولات انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام کو پھر سے روشناس کروانے کی ضرورت ہے تاکہ ان سیرت مقدسہ سے انوار کی کرنیں مستعار لے کر امت مسلمہ کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سنبھالا دیا جاسکے۔ لہذا پھر سے اس تصور کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے جس میں انسان اگر مال و دولت کا مالک ہو تب بھی وہ حضرت عثمان غنیؓ جیسا فقر و تقویٰ رکھتا ہو۔

اس سلسلے میں حضرت زین العابدین کی سیرت، خشیت الٰہی، تقویٰ و گریہ زاری کا نمونہ نظر آتی ہے۔ آپؓ حضرت امام حسینؓ کے فرزند ہیں۔ آپؓ کا دل خشیت الٰہی سے ہر وقت لبریز رہتا تھا۔ آپ اکثر خوف الٰہی سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے، ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا زین العابدینؓ حج کے احرام باندھنے کے بعد جب سواری پر بیٹھے تو خوف سے ان کا رنگ زرد ہو گیا، جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ زبان سے لبیک نہ نکل سکا۔ لوگوں نے کہا آپ لبیک کیوں نہیں کہتے۔ فرمایا ڈر لگتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میں لبیک کہوں اور ادھر سے جواب آئے لا لبیک تیری حاضری قبول نہیں، لوگوں نے کہا مگر لبیک کہنا ضروری ہے۔ لوگوں کے اصرار پر کہا جیسے ہی زبان سے لبیک نکلا بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

آپ ہر روز ایک ہزار رکعت نوافل ادا کرتے تھے۔ وفات تک اس میں فرق نہ آیا۔ اس عبادت کی وجہ سے زین العابدینؓ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ نماز کے وقت سارے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ عبداللہ بن سلیمانؒ کا بیان ہے کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سارے بدن پر

کون شخص دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ نیک بخت اور سعید ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ شخص کہ جب راضی ہو تو اس کی رضا اسے باطل پر آمادہ نہ کرے اور جب ناراض ہو تو اس کی ناراضگی اسے حق سے نہ نکالے۔

ہمیں معلوم نہیں کہ اگلے سال ہم میں سے کون ہوگا اس لیے جو وقت ملا ہے اس کو غنیمت جاننا چاہئے۔ زندگی بدلنے اور اعمال کو سنوارنے کو موخر نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا ہر شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ میرے اعمال اللہ کے حضور پیش ہونے کے قابل نہیں اور قیامت قریب ہے

لرزہ طاری ہوجاتا لوگوں نے پوچھا آپ کو نماز کے وقت کیا ہوجاتا ہے۔ آپ نے فرمایا لوگو! تم کیا جانو کس کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں۔

محویت کا یہ عالم تھا کہ نماز کی حالت میں کچھ بھی ہوجائے آپ کو خبر نہ ہوتی تھی، ایک مرتبہ آپ سجدہ میں تھے کہ کہیں پاس ہی آگ لگ گئی لوگوں نے آپ کو بھی پکارا، اے ابن رسول! آگ لگ گئی اے ابن رسول! آگ لگ گئی لیکن آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا، تا آنکہ آگ بجھ گئی، لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو آگ کی جانب اس قدر بے پرواہ کس چیز نے کر دیا تھا فرمایا دوسری آگ نے جو آتش دوزخ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ، فیاضی اور دریا دلی آپ کا خاص وصف تھا، آپ خدا کی راہ میں بے دریغ دولت لٹاتے تھے۔

عمر میں دو مرتبہ اپنا کل مال و متاع آدھا آدھا خدا کی راہ میں دے دیا۔ پچاس پچاس دینار کی قیمت کا لباس صرف ایک موسم میں پہن کر فروخت کرتے اور اس کی قیمت خیرات کر دیتے تھے۔ کسی نے آپؓ سے دریافت کیا کہ کون شخص دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ نیک بخت اور سعید ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا وہ شخص کہ جب راضی ہو تو اس کی رضا اسے باطل پر آمادہ نہ کرے اور جب ناراض ہو تو اس کی ناراضگی اسے حق سے نہ نکالے۔ لیکن موجودہ دور میں امت مسلمہ مجموعی طور پر غفلت میں پڑی ہے۔ ظاہری زندگی کی چمک دمک میں گم ہوکر رہ گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ. (الانبیاء، ۲۱: ۱)

''لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ پہنچا مگر وہ غفلت میں (پڑے طاعت سے) منہ پھیرے ہوئے ہیں''۔

اگر اس آیت پر ہمیں یقین آجاتا تو یہ ہمارے دل میں اتر جاتی ہے ہمارا حال یہ ہوتا جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگو جو میں دیکھتا ہوں اور تم بھی دیکھ لیتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم بھی سن لیتے تو تم کم ہنستے اور ہر وقت روتے رہتے تمہارا یہ حال ہوتا کہ تم شہروں کو چھوڑ دیتے اور جنگلوں میں نکل جاتے۔

دراصل ہم دیکھتے اور سنتے تو ہیں لیکن سمجھتے نہیں اس لیے غافل ہیں۔ پوری کائنات کے لیے قیامت کا کون سا وقت ہے وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن جس کو موت آگئی اس کی قیامت تو اسی شام شروع ہوگئی چونکہ موت کے بعد تو بدلنے کا موقع ہی نہیں رہے گا۔ اعمال کو درست کرنے کا وقت نہیں ملے گا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ زندگی کا کتنا حصہ باقی بچا ہے۔ زندگی بدلنے اور اعمال کو سنوارنے کو موخر نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا ہر شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ میرے اعمال اللہ کے حضور پیش ہونے کے قابل نہیں اور قیامت قریب ہے جب ہر شخص اس تصور کو آنکھوں کے سامنے رکھے گا تو بے پروائی ختم ہوجائے گی۔ اسی مقصد کے پیش نظر تحریک منہاج القرآن ملک بھر میں محافل ذکر و شب بیداریوں کا سلسلہ ایک بار پھر شروع کررہی ہے تاکہ گریہ و زاری، خشیت الٰہی ہمارے دلوں میں تقویٰ کو جاگزیں کردے اور معاشرے میں دن بدن پھیلتی معاشرتی برائیوں کو ذکر الٰہی سے ختم کیا جاسکے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے ہمیں آخرت کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆☆☆

تعزیت

گذشتہ ماہ محترم مسز مریم قدیر (صدر MWL جھنگ) کے والد محترم حاجی غلام رسول قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانا شکرِ الٰہی بجالانا ہے

نعمتوں پر خوشی کا اظہار کرنا سنت انبیاء علیہ السلام ہے

حضور ﷺ نے اپنے میلاد کی خوشی میں بکرے ذبح کر کے ضیافت کا اہتمام فرمایا

مرتبہ: ماریہ عروج

کتاب کا عنوان:

زیر مطالعہ کتاب کا عنوان ''میلاد النبی ﷺ'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو حسن و جمال کی جلوہ آرائیوں کا مرقع بنایا ہے۔ عالم آفاق کے خارجی مظاہر قدم قدم پر دامن کش دل ہوتے ہیں۔ اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو ان مظاہر کائنات کی اصل نور محمدی ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کے ظہور نے تاریخ عالم میں انقلاب برپا کیا۔ کفر و جہالت اور فرسودگی کے تمام آثار ملیا میٹ ہوگئے اور دنیا میں توحید باری تعالیٰ کی شمع روشن ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ ازل تا ابد جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وجود میں لانے سے قبل ہی آپ کا چرچا کردیا تھا۔ آج امت مسلمہ آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جو محافل کا انعقاد کرتی ہے وہ اسی نور کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جو ازل تا ابد جاری و ساری ہے۔ زیر مطالعہ کتاب میں میلاد النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر قرآن و سنت، آثار صحابہ اور اقوال آئمہ ومحدثین کی روشنی میں جامع بحث کی گئی ہے۔

سبب تالیف:

مسلمانوں میں سے کچھ حضرات ایسے ہیں جو میلاد النبی ﷺ کے موقع پر فتویٰ بازی کرتے ہیں اور جمہور مسلمانوں کو کفر و شرک اور بدعت کا مرتکب ٹھہراتے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ اس عمل کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے اور یہ توحید کے منافی ہے۔ چنانچہ ایسی سوچ رکھنے والے افراد کا مغالطہ دور کرنے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کئی خطابات کئے اور یہ کتاب لکھی۔ اس کتاب میں میلاد النبی ﷺ پر دلائل شرعیہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ توحید کے منافی نہیں بلکہ عین توحید ہے۔ اس کتاب کو اس موضوع کا انسائیکلو پیڈیا بھی کہا جاسکتا ہے۔

کتاب کا خلاصہ:

جشن میلاد النبی ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخی خوشی میں مسرت و شادمانی کا اظہار ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ خود بھی اپنے یوم ولادت کی تعظیم فرماتے اور اس کائنات میں اپنے ظہور وجود پر سپاس گزار ہوتے ہوئے پیر کے دن روزہ رکھتے۔ جشن میلاد النبی ﷺ کا ایک اہم مقصد محبت وقرب رسول اللہ ﷺ کا حصول و فروغ اور آپ ﷺ کی ذات گرامی سے مسلمانوں کے تعلق کا احیاء ہے اور یہ احیاء منشاء شریعت ہے۔

جس طرح ماہ رمضان المبارک کو اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کی عظمت و شان کے طفیل دیگر تمام مہینوں پر امتیاز عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح ماہ ربیع الاول کے امتیاز اور انفرادیت کی وجہ بھی اس میں صاحب قرآن کی تشریف آوری ہے۔ یہ ماہ مبارک حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے صدقے جملہ مہینوں پر نمایاں فضیلت اور امتیاز کا حامل ہے۔

اس کائنات انسانی پر اللہ رب العزت نے بے حدو حساب احسانات و انعامات فرمائے۔ ذات باری تعالیٰ نے ہمیں لاتعداد نعمتوں سے نوازا جن میں سے ہر نعمت دوسروں سے بڑھ

کر ہے لیکن اس نے بھی کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا لیکن ایک نعمت ایسی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے جب اسے اپنے حریم کبریائی سے نوع انسانی کی طرف بھیجا تو پوری کائنات نعمت میں صرف اس پر اپنا احسان جتلایا اور اس کا اظہار بھی عام پیرائے میں نہیں کیا بلکہ اہل ایمان کو اس کا احساس دلایا۔

مومنین سے روئے خطاب کرکے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ . (آل عمران،۳:۱۶۴)

’’بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا‘‘۔

اسلام میں اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل و کرم پر شکر بجا لانا تقاضائے عبودیت و بندگی ہے۔ قرآن پاک میں اس کی جو حکمت بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ

’’اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا‘‘۔

’’اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے‘‘۔ (ابراہیم:۷)

اس آیت کریمہ کی رو سے نعمتوں پر شکر بجا لانا مزید نعمتوں کے حصول کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ نعمتوں پر خوشی و مسرت کا اظہار کرنا سنت انبیاء علیہ السلام بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لیے نعمت فائدہ طلب کی تو اپنے رب کے حضور یوں عرض گزار ہوئے:

’’اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے خوان (نعمت) نازل فرما دے کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے عید (یعنی خوشی کا دن) ہوجائے ہمارے اگلوں کے لیے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے لیے (بھی) اور (وہ خوان) تیری طرف سے (تیری قدرت کاملہ کی) نشانی ہو‘‘۔ (المائدہ:۱۱۶)

قرآن مجید نے اس آیت کریمہ کے ذریعے اپنے نبی کے حوالے سے امت مسلمہ کو یہ تصور دیا ہے کہ جس دن نعمت الٰہی کا نزول ہو اس دن جشن منانا شکرانہ نعمت کی مستحسن صورت ہے۔ یہاں مائدہ جیسی عارضی نعمت پر عید منانے کا ذکر ہے۔ عیسائی لوگ آج تک اتوار کے دن اس نعمت کے حصول پر بطور شکرانہ عید مناتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ کیا نزول مائدہ جیسی نعمت کی ولادت و بعثت مصطفیٰ ﷺ سے کوئی نسبت ہوسکتی ہے؟ اس نعمت عظمیٰ پر تو مائدہ جیسی کروڑوں نعمتیں نثار کی جاسکتی ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی یہ روایت ہے کہ جب ایک یہودی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ جس دن آیت (**الیوم اکملت لکم دینکم**) نازل ہوئی اس دن کو بطور عید مناتے ہیں؟ اگر ہماری تورات میں ایسی آیت نازل ہوئی تو ہم اسے ضرور یوم عید بنالیتے۔ اس کے جواب میں آپؓ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور جگہ کو جہاں یہ آیت نازل ہوئی خوب پہچانتے ہیں۔ یہ آیت یوم جمعہ اور یوم حج کو میدان عرفات میں اتری تھی اور ہمارے لیے یہ دونوں دن عید کے ہیں۔ اگر تکمیل دین کی آیت کے نزول کا دن بطور عید منانے کا جواز ہے تو جس دن خود محسن انسانیت اس دنیا میں تشریف لائے اسے بطور عید میلاد کیوں نہیں منایا جاسکتا۔ روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے میلاد کی خوشی میں بکرے ذبح کرکے ضیافت کا اہتمام فرمایا۔

اس کائنات میں ایک مومن کے لیے سب سے بڑی خوشی اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ جب حضور ﷺ کا ماہ ولادت آئے تو اسے یوں محسوس ہونے لگے کہ کائنات کی ساری خوشیاں ہیچ ہیں اور اس کے لیے میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی ہی حقیقی خوشی ہے۔ جس طرح امم سابقہ پر اس سے بدرجہا کم تر احسان اور نعمت عطا ہونے کی صورت میں واجب کیا گیا تھا جبکہ ان امتوں پر جو نعمت ہوئی وہ عارضی اور وقتی تھی اس کے مقابلے میں جو دائمی اور ابدی نعمت عظمیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کے ظہور قدسی کی صورت میں امت مسلمہ پر ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ بدرجہ اتم سراپا تشکر و امتنان بن جائے اور اظہار خوشی و مسرت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔

قرآن مجید نے بڑے بلیغ انداز سے جملہ نوع انسانی کو اس نعمت کو یاد رکھنے کا حکم دیا ہے جو محسن انسانیت ﷺ کی صورت میں انہیں عطا ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور اپنے اوپر (کی گئی) اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔

ان ٹوٹے ہوئے دلوں کو پھر سے جوڑنا اور گروہوں میں بٹی ہوئی انسانیت کو رشتہ اخوت و محبت میں پرو دینا اتنا بڑا واقعہ ہے جس کی کوئی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا میلاد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی منانا اور شکر الٰہی بجا لانا امت مسلمہ پر سب خوشیوں سے بڑھ کر واجب کا درجہ رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

راہ نوردِ شوق

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے ساتھ کھڑے ہیں: عظمیٰ کاردار

تعلق سیاسی گھرانے سے ہے، میرے نانا قائداعظم کے ساتھی تھے

ماموں پنجاب کے پہلے وزیر خزانہ تھے، پی ٹی آئی رکن صوبائی اسمبلی سے خصوصی گفتگو

انٹرویو پینل: ام حبیبہ، زینب ارشد

سانحہ ماڈل ٹاؤن ریاستی جبر و بربریت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جس میں چودہ لوگوں کو دن دیہاڑے گولیوں سے چھلنی کیا گیا۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایک طرف اگر عورت کو سر عام تھپڑ بھی مار دیا جائے تو از خود نوٹس لے لیا جاتا ہے یا خواتین کے حقوق کی تنظیمیں آواز ضرور بلند کرتی ہیں مگر افسوس سانحہ ماڈل ٹاؤن میں شہید کی گئی شازیہ مرتضیٰ اور تنزیلہ امجد کے لیے ہماری سماجی تنظیمیں بھی خاموش رہیں جس سانحہ کی گواہ پوری 20 کروڑ عوام تھی۔ گذشتہ حکومت چونکہ اس سانحہ میں براہ راست ملوث تھی لہذا اس سانحہ پر خاطر خواہ اور حکومتی ایوانوں میں بلند نہیں کی گئی جبکہ موجودہ حکومت کی رہنما محترمہ عظمیٰ کاردار نے حال ہی میں سانحہ ماڈل ٹاؤن پر پنجاب اسمبلی میں مذمتی قرار داد پیش کی اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کی شہداء خواتین محترمہ شازیہ اور تنزیلہ کے لیے آواز اٹھائی۔ ان کی اس کاوش پر منہاج القرآن ویمن لیگ کے وفد نے ان سے ملاقات کر کے شکریہ بھی ادا کیا اور دختران اسلام کے لیے ان کا انٹرویو بھی کیا گیا جو قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے:

س: آپ اپنی ابتدائی زندگی کے بارے میں بتائیں؟

ج: میرا تعلق ایک سیاسی خاندان سے ہے۔ میرے نانا قائداعظم کے ساتھی تھے۔ میرے ماموں پنجاب کے پہلے فنانس منسٹر تھے جبکہ میں پہلی مرتبہ 1997ء میں ڈسٹرکٹ کونسل منتخب ہوئی۔ بعد ازاں ق لیگ میں کوآرڈینیٹر بھی رہی۔ بنیادی طور پر میرا پیشہ تدریس ہے جس کے ایک بہت جانے پہچانے سکول میں اپنی خدمات دیتی رہی ہوں۔ جہاں سے حال ہی میں 22 سال بعد فارغ ہوئی ہوں۔ گذشتہ دس سال سے پی ٹی آئی میں ہوں جو کہ میں نے اپنے طلبہ کے اصرار پر جوائن کی تھی۔

س: پی ٹی آئی میں شمولیت کی کوئی خاص وجہ؟

ج: میرے نزدیک عمران خان ایک جہاں دیدہ انسان ہیں، انہیں کسی چیز کا لالچ نہیں ہے، ایماندار اور منکسر المزاج انسان ہیں۔ قوم کے ساتھ انہوں نے جو وعدے کئے ہیں۔ ان شاء اللہ وہ ضرور پورے کریں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ اپنے مقصد میں حصول کے لیے تعاون کرنا پڑتا ہے۔ جلد ہی پاکستان کا سنہری دور شروع ہوگا۔

س: آپ نے پنجاب اسمبلی میں سانحہ ماڈل ٹاؤن پر مذمتی قرار داد پیش کی اس حوالے سے کیا کہیں گی؟

ج: 4 سال قبل جب یہ سانحہ رونما ہوا تب سے تحریک انصاف حصول انصاف کے لیے تحریک منہاج القرآن کے ساتھ کھڑی ہے۔ عمران خان صاحب اور ہماری جماعت کے دیگر قائدین نے بارہا اس سانحہ کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ جولائی 2018ء میں تحریک انصاف کی حکومت قائم ہوئی ہم اب بھی تحریک منہاج القرآن کارکنان کے قصاص کے لیے ان کے ساتھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے پنجاب اسمبلی میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف مذمتی قرار داد پیش کی کہ ریاستی جبر کے خلاف اعلیٰ ایوانوں میں آواز بلند ہو تا کہ پھر دلخراش واقعہ دہرایا نہ جائے۔

س: تحریک انصاف کی حکومت خواتین کے حقوق کے

لیے قانون سازی پر عمل درآمد کے لیے کیا اقدامات کریں گے؟

ج: یہ بات درست ہے کہ خواتین کے حقوق کے حوالے سے عمل درآمد پر ہمارا نظام کمزور ہے جبکہ باہر کے ممالک میں قوانین سخت ہیں لیکن پاکستانی قانون میں عورت کے لیے کوئی تحفظ نہیں۔ باہر کے ممالک میں اگر مرد عورت کو طلاق دیتا ہے تو اس کی آدھی جائیداد ضبط کر لی جاتی ہے۔ اس کے برعکس پاکستانی معاشرہ میں ماؤں کو بچوں کی پرورش کے لیے باپ کی طرف سے رقم نہیں ملتی۔ مائیں نوکریاں کر کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں۔ خواتین کے حوالے سے جن سطحوں پر قانون سازی کی ضرورت ہے آپ اپنی سفارشات بھیج سکتی ہیں جیسا کہ تحریک منہاج القرآن خواتین کے حقوق کے حوالے سے پروگرام کرواتا رہتا ہے۔ اس کا ایک ریسرچ کا شعبہ ہے۔ میں ضرور یہ کہوں گی کہ منہاج القرآن کا ویمن ونگ ہمیں خواتین کے حقوق کی بالادستی کے لیے اپنی سفارشات بھیجے میں اس کو قومی اسمبلی میں ضرور زیر بحث لاؤں گی۔

س: پاکستان میں تعلیم کا سر دست ہے تحریک انصاف اس مسئلہ کو کیسے حل کر سکتی ہے؟

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم سے قومیں بنتی ہیں میں کوئی بلند بانگ دعویٰ نہیں کرتی مگر جیسی ترقی تعلیمی میدان میں خیبر پختونخواہ میں ہوئی ہے ایسا ہی پورے پاکستان میں تعلیم کا جال پھیلانا ہے۔ تعلیمی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے خان صاحب نے CCTV کمرے لگوائے جن اساتذہ کی کارکردگی بہتر تھی ان کو بونس دیئے گئے جس سے گورنمنٹ سطح پر سکول کا معیار بہتر ہوا ہے تقریباً 40ہزار طلبہ پرائیویٹ سکول سے گورنمنٹ سیکٹر پر آئے ہیں۔ گورنمنٹ سکول کے معیار کو بہتر بنانے کے ساتھ پرائیویٹ سکول کو بھی ایک نظام کے تحت لانا ہے۔ ایسا تعلیمی نظام انہوں نے پورے پاکستان میں متعارف کروانا ہے۔ خان صاحب خیبر پختونخواہ کے صوبے کی تعلیم پر اتنا زور دیا ہے تو کیا باقی صوبے کے بچوں کو اچھی و معیاری تعلیم سے کیسے محروم رکھیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ پورے سسٹم کو بہتر بنانے اور ادارے مضبوط کرنے کے لیے میجر سرجری کی ضرورت ہے سابقہ حکمران خزانہ خالی چھوڑ کر گئے ہیں وہ ملک کو مصنوعی طور پر چلا رہے تھے۔ پانی اور گیس کی مد میں 6 سو ارب کا قرضہ ہے۔ ہر پاکستانی کو مقروض بنا دیا ہے میٹرو بس میں 35 ارب کا خسارہ ہے۔ اب خان صاحب نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ باہر سے پیسہ لانے کے لیے ٹاسک فورس بنائی ہے۔ سوئس گورنمنٹ بھی حکومت سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس طرح سے آہستہ آہستہ کرپٹ عناصر کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ قبضہ مافیا پر بھی کریک ڈاؤن کیا جا رہا ہے۔

س: کیا موجودہ سیاسی نظام میں پرورش پانے والے سیاستدان عمران خان صاحب کے وژن کو لے کر چل سکیں گے؟

ج: بلاشبہ عمران خان مختلف جماعتوں کے سیاسی رہنماؤں کو ملا کر ایک سیاسی حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں لیکن جن لوگوں کو کرپشن کی عادت ہے وہ ان سے فوری طور پر چھوٹ نہیں سکتی اس کے لیے خان صاحب کا نظریہ ہے کہ اداروں کو مضبوط کیا جائے گا پھر جو کوئی کرپشن کرے گا خواہ ان کی پارٹی سے ہو وہ ان کی سفارش نہیں کریں گے۔ اس طرح قانون اپنا راستہ خود بنائے گا۔ ایک بڑی بات جو انہوں نے کہا کہ عوام کا پیسہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہونا چاہئے۔

س: شیخ الاسلام بانی تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں آپ پر دنیا بھر کی مختلف یونیورسٹیز میں Ph.D کے تحقیقی مقالہ جات لکھے جا رہے ہیں جو کہ پاکستان کے لیے بھی باعث اعزاز ہے کیا کہیں گی؟

ج: بلاشبہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دنیا کو اسلام کا ایک جدید تصور دیا ہے اور اسلام اور جدید دنیا کا حسین امتزاج پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نہ صرف خود علم سے مالا مال ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس زیور سے آراستہ کر رہے ہیں۔ خصوصاً منہاج القرآن ویمن لیگ جو کام کر رہی ہے وہ بہت ہی موثر ہے باقی جماعتوں میں ویمن لیگ کی کارکردگی بھی ہمارے سامنے ہے لیکن عصر حاضر میں منہاج ویمن لیگ کا کام بہت ہی قابل ستائش ہے۔ ایک مرتبہ الحمرا ہال میں ایک شخصیت کا بہت ہی پرتپاک استقبال کیا گیا میں بھی وہاں موجود تھی میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہیں۔ اس کے علاوہ آپ لوگوں کی ایجوکیشن اور کام دیکھ کر میں حیران ہوئی ہوں۔ یقیناً یہ ڈاکٹر صاحب کی تربیت ہی ہے۔ ☆☆☆☆☆

EAGERS TIME

eagers

PROPHET STORIES

ہادیہ خان

ایک مرتبہ ایک غریب شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں انگور کا گچھا تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پہلے ایک انگور کھایا، پھر دوسرا، تیسرا یہاں تک کہ سارا گچھا آپ ﷺ خود کھا گئے اور موجود لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ غریب آدمی بہت زیادہ خوش ہوا اور وہاں سے واپس چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا ماجرہ ہے کہ آپ ﷺ نے سارے انگور خود کھا لیے اور ہم میں سے کسی سے نہیں پوچھا؟ آپ ﷺ مسکرا دیئے کہ میں نے سارے انگور اکیلے اس لیے کھا لیے کہ وہ سب کھٹے تھے۔ اگر میں تم میں سے کسی کو دیتا تو ہوسکتا ہے تم بری شکلیں بناتے اور اس سے اس غریب شخص کی دل آزاری ہوتی۔ اس لیے میں نے سوچا کہ میں تمام انگور خود خوشی خوشی کھا لوں کہ وہ غریب شخص خوش ہوجائے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ دکھی ہو۔

پیارے بچو! اس واقعہ میں ہم اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی نرم دلی اور شفقت کی عظیم مثال دیکھتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کی خوشی کی خاطر ایسی قربانیاں دیا کریں۔

علم میں اضافے کی دعا

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

"اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"۔

حدیث

قال رسول اللہ ﷺ: خیر کم من تعلم القرآن وعلمه. (صحیح بخاری)

"حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے"۔

Kind Kids Are...

C	T	E	F	U	N	P	G
Y	R	W	A	A	N	B	R
C	L	O	I	W	J	K	A
I	Y	U	R	G	H	F	T
N	Q	Y	P	P	A	H	E
Y	L	D	N	E	I	R	F
D	L	G	A	L	Y	S	U
G	H	E	L	P	F	U	L
N	O	I	L	N	N	A	S
I	N	C	V	E	I	E	B
V	E	C	I	I	C	S	T
I	S	R	A	R	E	P	P
G	T	G	N	I	R	A	C

HAPPY, CARING, HELPFUL, FAIR, FRIENDLY,
GIVING, HONEST, NICE, GRATEFUL, FUN

Quaid's message

طلباء سے میری نصیحت ہے جب بھی مطالعہ کریں باوضو ہوکر کمال دلچسپی سے کریں۔ جب علم حاصل کریں تو مقصد علم میں کمال تک جانا ہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنا ہو

الھدایہ کارنر

متقین اور مومنین کی صفات کا بیان

قرآن متقین کو فلاح و کامیابی کی ضمانت دیتا ہے

منافقین کی مثال بہرے، گونگے اور اندھوں کی سی ہے جو حق کی طرف نہیں لوٹتے

روبینہ ناز

سورہ البقرہ کی پہلی پانچ آیات قرآن مجید کی عظمت کو اور اس کے ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہونے کو بیان کرتی ہیں یہ آیات متقین مومنین کی صفات و علامات بیان کرتی ہیں: مومنین کی صفات درج ذیل ہیں:

۱۔ایمان بالغیب ۲۔اقام الصلوٰۃ

۳۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے جس میں زکوٰۃ وصدقات شامل ہیں۔

۴۔اللہ کی نازل کردہ وحی پر ایمان لانا

۵۔آخرت پر یقین رکھنا۔

قرآن پاک ان صفات کے حامل لوگوں کو ہدایت اور فلاح و کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔

آیت نمبر۶ اور ۷ میں کفار کی علامات اور صفات بیان کی گئی ہیں اور اس کفر کا بیان ہے جسے انسان خود اختیار کرتا ہے پھر پوری ضد، ہٹ دھرمی، ثابت قدمی اور پختہ ارادے کے ساتھ اس پر قائم رہتا ہے۔ انہیں پھر ہدایت دینا اور ڈر کی بات سنانا فائدہ نہیں دیتا۔ ان کی کیفیت یہ ہوجاتی ہے جیسے ان کے دلوں پر کانوں پر مہر ثبت کردی گئی ہے جیسے پردہ آ گیا ہو۔ انہیں کچھ سنائی وسجائی نہیں دیتا اور انہیں کچھ سمجھ نہیں آتا۔

علامات منافقین:

سورہ البقرہ کی آیت نمبر۸ سے لے کر آیت نمبر۲۰ تک مسلسل منافقت اور ان کی علامات کا ذکر اور بیان ہے۔

منافقین ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دل سے مومن نہیں ہیں۔ ایک ان کی علامات بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ کو رسول کو اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ منافقت دل کا مرض ہے جسے منافقت کی بیماری لگ جائے وہ گھٹتی نہیں بلکہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ ابتدا ہی میں اس کا علاج کروالینا انتہائی ضروری ہے۔ حد سے بڑھ جائے تو پھر یہ لاعلاج مرض ہے۔ منافقین دراصل فساد بپا کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہم اصلاح کررہے ہیں چنانچہ وہ اصلاح کے نام پر فسادی ہوتے ہیں۔

ان کی ایک علامات یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ عاقل و بالغ اور صحیح فہم وفراست کا مالک سمجھتے ہیں جبکہ سب لوگوں کو بے وقوف جاہل ان پڑھ اور پاگل خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگ متعصب اور دوغلہ پن کے حامل ہوتے ہیں اور ہر کسی سے دھوکہ دہی کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان کی زندگی کی تین مثالیں دی ہیں۔ آیت نمبر ۱۷ میں عملی حوالے سے آیت ۱۹ میں ماحولیاتی حوالے سے اور تیسری آیت نمبر ایک نفسیاتی حوالے سے۔ یعنی ان کو ایمان ملنے کی مثال ایسے ہے جیسے آگ جل اٹھی ماحول روشن ہوگیا مگر وہ اپنی بدبختی کے باعث دوبارہ تاریکیوں میں ڈوب گئے یعنی ایمان کی قدر نہ کی اور دولت ایمان سے محروم کردیئے گئے اب یہ بہرے گونگے اندھے ہوگئے ہیں ان میں حق کی طرف پلٹنے کی صلاحیت نہیں رہی۔

(بقیہ صفحہ نمبر29 پر)

(بقیہ: الہدایہ کارنر)

عملی مثال:

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۱۷ میں عملی مثال بیان کرتے ہوئے بدبخت کفار کا ذکر کیا گیا ہے جن کے سامنے آفتاب نبوت پوری آب و تاب سے روشن تھا لیکن ان کے اعمال بد کے باعث ان سے قبول حق کی سعادت چھین لی گئی جیسے روشن دن میں آنکھوں کا نور سلب کرلیا جائے اب تاریکیاں ان کا ہمیشہ کے لیے مقدر بن گئیں۔

ماحولیاتی مثال:

آیت نمبر۱۹ میں ماحولیاتی مثال بیان کی گئی ہے جسے آسمان سے زور دار بارش ہورہی ہے اس سے دین اسلام اور ایمان کی برکتوں کی بارش مراد ہے۔ جس میں بجلی کڑک چمک سب کچھ ہوتا ہے مشکلات ہوتی ہیں اوامر و نواہی ہوتے ہیں قربانیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں اس کو بجلی کی کڑک اور چمک کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ وہ جب مشکل وقت آتا ہے تو رک جاتے ہیں پیچھے کھڑے ہوجاتے ہیں ساتھ نہیں دیتے جب کڑک چمک ختم ہوجائے تو ساتھ دیتے ہیں۔ آگے چلتے ہیں یہ ان کی مفاد پرستانہ کیفیت ہے وہ ماحول کو دیکھ کر چلتے ہیں۔

نفسیاتی مثال:

آیت نمبر۲۰ میں نفسیاتی حوالے سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو خوف رہتا ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے گی اور بصارت ختم ہوجائے گی جب ماحول میں چمک دیکھتے تو چل پڑتے ہیں جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو رک جاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بعض آیات قرآنی منافقین کی سمجھ میں آتی ہیں اور جنہیں وہ اپنے لیے سازگار سمجھتے ہیں وہ قبول کرلیتے ہیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی ان کا انکار کردیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چُن لیے.........قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

اقبالؒ ہر دور کے شاعر ہیں

حکیم الامت نے مسلمانوں کو الگ وطن کی سوچ دی

سمیعہ اسلام

شاعر اپنے قلم میں سیاہی کی بجائے آنسو بھرتا ہے یعنی شاعر اپنے تصورات اور خیالات کو اپنے دکھوں اور غموں میں ڈبو کر اپنے قلم کی نوک سے کاغذ پر پرو دیتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ فن مصوری دراصل خاموش شاعری،اور شاعری ایک بولتی ہوئی مصوری ہے۔ شاعری دراصل ایک خداداد صلاحیت ہے۔ جس کی مدد سے شاعر اپنے تصورات کو ایک دلکش انداز میں پیش کرتا ہے۔ شاعری ایک رویے کا نام ہے۔ ہر شعر کہنے والا شائد شاعر نہ ہو اور بہت سے ایسے حساس اور دکھی انسانیت کا دل میں غم رکھنے والے لوگ شعر کہے بغیر بھی دراصل شاعر ہوتے ہیں۔ شاعری کی تاریخ گواہ ہے کہ گردشِ دوراں نے بڑے ہی خوبصورت اور نامور شعراء کو جنم دیا جن کو آج تک بھلایا جا سکا اور نہ ہی رہتی دنیا تک بھلایا جائے گا اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بلا شبہ ان شعرائے سخن میں ہوتا ہے کہ شعر کہنا جن کی سرشت میں تھا ،انہوں نے جب شعر کہے تو قارئین عش عش کر اُٹھے ، جس مجمعے میں اپنے اشعار سنائے وہاں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور آہ و واہ کا شور بپا ہو گیا۔آپ کی شاعری کا سحر آج بھی اسی آب و تاب کے ساتھ قائم ہے اور اس کا توڑ کسی طور بھی ممکن نہیں۔

شاعری کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات کہہ دیتا ہے۔ مثلاً علامہ اقبال کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہے آفاق

علامہ اقبال پچھلی صدی کے نہیں بلکہ انسانی تاریخ کے ایک بہت بڑے مفکر اور شاعر تھے۔اُن کی عظمت کا اصل راز اس بات میں تھا کہ وہ عاشق رسول تھے۔ اُن کے کلام کی اصلی بنیاد قرآن کریم کی ہدایات اور نبی کریم کے فرمودات تھے۔قول اور فعل کے تضادات کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ختم کرنے کے لیے علامہ اقبال فرماتے ہیں:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

علامہ اقبال نے جوان نسل کے حوصلے بلند کرنے کے لیے فرمایا:

تو راہ نورد شوق ہے منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

پھر انہوں نے مسلمانوں کو اپنی محنت سے اپنا جہاں پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور کہا کہ محنت اور دل لگی سے دنیا کی ہر چیز کو حاصل کی جا سکتا ہے۔ جس کیلئے ہم اپنی دنیا کو اپنے ایمان، اعتقاد، تصورات اوراعمال سے خود پیدا کرتے ہیں۔علامہ اقبال فرماتے ہیں:

وہی جہاں ہے ترا جسے تو کرے پیدا
یہ سنگ و خشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہیں

علامہ اقبال فرماتے تھے کہ انسان کی عظمت کا راز امارت یا تونگری میں پنہاں نہیں اور نہ ہی انسان کی افضلیت کے معیار کا اصلی پیمانہ اُس کے بڑے عہدے، عالی شان محل، بے پناہ جائیدادیں یا قیمتی پرائیویٹ جہاز اور کاریں ہیں۔ اصل بات

تو فقیری اور قلندری ہے جو روحانیت کا درس دیتی ہے اور یہ رتبہ تقویٰ اور کردار کی بلندی سے حاصل ہوتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں:

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا تو ہر ایک انسان کا فرض ہے۔لیکن غفور والرحیم کا یہ فرمان بھی ہے کہ ''بندوں کے حقوق اللہ کے حقوق سے بھی زیادہ اہم ہیں'' اور اسی چیز کو علامہ اقبال نے بڑی خوبصورتی سے ان الفاظ میں ادا کیا ہے:

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو، خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

آج کے دور میں پاکستان جس بدترین لعنت کا شکار ہے وہ رشوت خوری کی قابل نفرت اور مہلک مرض ہے۔ کہیں بھی کوئی کام رشوت کے بغیر کروانا تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔دُکھ کی بات یہ ہے کہ یہ لعنت ایک پٹواری، پولیس کے سپاہی اور کسٹم کے سٹاف ممبر سے لیکر پاکستان کے سب سے بڑے عہدوں تک کینسر کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ رزق حلال ہی انسان کی دائمی زندگی میں اُس کی نجات کا باعث بنے گا۔اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں کوزے کے اندر سمندر بند کر دیا ہے۔علامہ اقبال فرماتے ہیں:

اے طائر لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

علامہ اقبال نے پاکستان کا خواب دیکھا۔ یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال کو اپنے لیے مشعل راہ مانتے تھے۔ اُنہوں نے علامہ کے خواب کو تعبیر میں بدل دیا۔ ابھی ہمیں اپنے پاکستان کی حفاظت کرنی ہے جو ہم انشاءاللہ ضرور کریں گے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ ہمیں علامہ اقبال کے کلام کو نہ صرف سمجھنا ہوگا بلکہ اُن کے افکار کو عمل جامہ پہنانا ہوگا۔ علامہ اقبال بغیر کسی شک کے ایک بہت بڑے مدبر، عظیم شاعر، بہترین سیاستدان، دور رس سوچ رکھنے والی شخصیت اور سب سے بڑھ کے ایک اعلیٰ ترین انسان تھے۔

علامہ اقبال نوجوانوں کو شاہین سے تشبیہ دیتے تھے۔ انہوں نے شاہین کی علامت کے ذریعے نوجوانوں میں مردمومن اور مرد کامل کے اوصاف کو اجاگر کیا۔ شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ تشبیہ نہیں بلکہ اس پرندے میں اسلامی فکر کی کل خصوصیات پائی گئی ہیں اس پرندے کی خودداری، غیرت مندی، خلوت پسندی، بلند پروازی اور دور بینی کو وہ مسلمان نوجوانوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اقبال اس بات کے آرزومند تھے کہ جس طرح شاہین قناعت کا قائل نہیں بلکہ حرکت کو اپنی زندگی سمجھتا ہے اسی طرح نوجوانوں کو بھی حرکت میں برکت کو فوقیت دینی چاہئے اس لئے وہ لکھتے ہیں۔

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسمان اور بھی ہیں

مزید لکھتے ہیں

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
پُر دم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

اگر ہمیں اپنے ملک و قوم کو ترقی کی راہ کی طرف گامزن کرنا ہے تو اقبال کے بتائے ہوئے نسخۂ کیمیا پر عمل پیرا ہونا ہوگا اور یہ ہے کہ اقبال آنے والے کل کی بہتری اور کامیابی کیلئے آج محنت کو لازمی قرار دیتے ہیں:

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے
وہ قوم نہیں لائق ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

حکیم الامت علامہ محمد اقبال کا ازسرنو مطالعہ کیا جانا چاہیئے کیونکہ آج کے تغیر پذیر معاشرے میں اقبال کی فکر کو نوجوان نسل میں متعارف کرانا ازبس ضروری ہوگیا ہے۔مسلمانوں کے دلوں میں علامہ اقبال درخشاں ستارے کی طرح آج بھی زندہ ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ وہ دیدہ ور تھا کہ جس کے پڑھائے ہوئے اسباق آج بھی اپنا وہی اثر رکھتے ہیں جو آج سے نصف صدی پہلے رکھتے تھے۔اس لیے یہ کہنا بجا ہوگا کہ

''اقبال آج بھی، زندہ تر، تابندہ تر اور پائندہ تر ہے''۔☆☆

ورکنگ ویمن اپنی صحت کا خاص خیال رکھیں، چند اصول

آپ کی صحت

اچھی نیند، پانی اور موسمی پھلوں کا استعمال اور ورزش

ٹی وائٹنر کی جگہ دودھ استعمال کریں، بیکری اشیاء کا استعمال ترک کر دیں

وشاء وحید

دور حاضر کی چکا چوند نے جہاں ہر طبقے کو متاثر کیا وہیں عورت بھی زندگی کی گاڑی کو چلتے رکھنے کے لیے دنیا کی بھاگ دوڑ میں اپنی صحت بری طرح متاثر کر چکی ہے اور اس کا اندازہ شاید خود اس کو بھی نہیں ہے۔

فجر کی اذان سے بھی پہلے اٹھ کر رات دیر تک جس مشین کی مانند وہ اپنے گھر، دفتر دوست احباب کو ایک ساتھ لے کر چل رہی ہوتی ہیں اس میں ان کی اپنی صحت کافی حد تک متاثر ہوتی ہے جسے وہ عام طور پر ہلکی سی تھکان کا نام دے کر بہت آسانی سے اپنے آپ کو جھوٹی تسلی دینے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔

جہاں وہ دیگر ذمہ داریاں بہت خوبی سے سرانجام دے رہی ہیں وہیں اپنی بگڑتی صحت کا خیال رکھنا بھی اتنا مشکل نہیں جتنا کہ گمان کیا جاتا ہے۔ درج ذیل ٹپس پر عمل درآمد کر کے وہ اپنی صحت کو تمام تر گھریلو اور دفتری مصروفیات کے ساتھ بہت بہتر بنا سکتی ہیں۔

پانی صرف مچھلی کا ہی نہیں آپ کا بھی جیون ہے اکثر مصروفیت کے باعث سب سے پہلی چیز جو صحت پر اثر انداز ہوتی ہے وہ پانی کی کمی ہے۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں پینے کے پانی کی مقدار کا خاص خیال رکھیں۔ دن میں کم سے کم 8-10 گلاس پانی لازمی پئیں۔ اپنے ساتھ دفتر میں پانی کی بوتل لازمی لے کر جائیں۔ جسم میں پانی کی صحیح مقدار جلد کو بھی تر و تازہ رکھتی ہے۔

☆ پھل ایسی غذا ہے جو بہت آسانی سے آپ اپنے ساتھ دفتر لے کر جا سکتی ہیں۔ دن میں 3-2 موسمی پھل کھانے سے آپ کے جسم کی بہت سے وٹامن و منرلز اور دیگر مائیکرو نیوٹرینٹس کی ضرورت پوری کی جا سکتی ہے اور اچھی بات یہی ہے کہ پھل آپ کام کے دوران بھی کھا سکتی ہیں۔

☆ اپنے دفتر کی میز پر ایک ڈرائی فروٹ کا جار لازمی رکھیں جس میں بادام، مونگ پھلی، اخروٹ، کاجو شامل کر سکتے ہیں۔ سہ پہر کے وقت بھوک لگے اور وقت کی کمی ہو تو ایک مٹھی ڈرائی فروٹ کھائے جا سکتے ہیں۔ دن میں ایک مٹھی ڈرائی فروٹ کافی ہیں۔ اس سے آپ کے جسم کو اچھی اور ضروری فیٹس ملے گی۔

☆ اپنی روزانہ کی دفتری روٹین میں معمولی سی تبدیلی لا کر بھی آپ صحت جیسی نعمت حاصل کر سکتی ہیں۔ اس کے لیے حکیم لقمان کے نسخے لازمی نہیں مثلاً دفتر میں چائے میں ٹی

وائٹیز کے بجائے تازہ دودھ استعمال کریں۔ وقت بچانے کے لیے ڈبے کے کھانوں کا استعمال ختم کریں۔ بازاری اشیاء کے بجائے قدرتی اشیاء کا استعمال شروع کریں۔

☆ دفتری زندگی میں ہمیں بہت بار کام کے سلسلے میں ریسٹورنٹس میں جانا پڑتا ہے۔ وہاں جاکر اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ آپ کم مقدار میں کھائیں۔ اگر ممکن ہو تو اپنے لیے صحت افزاء خوراک منتخب کریں جیسے بغیر چربی والا گوشت، تازہ پھلوں کی سلاد، تازہ پھلوں کا جوس یا گرلڈ سبزیاں۔

☆ اپنی نیند کا خاص خیال رکھیں۔ عام طور پر 6-8 گھنٹے کی نیند انسانی جسم کے لیے ضروری ہے۔ اگر دفتری اور گھریلو مصروفیات کے سبب یہ ممکن نہ ہو تو اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کی نیند پرسکون ہو یعنی دن بھر کی پریشانیوں کو بھی ختم کر کے سوئیں اور فون کو نہ صرف Silent کریں بلکہ اپنے سرہانے سے دور رکھ کر سوئیں۔

☆ ورزش کا نام سنتے ہی جسم میں سستی کی لرزش بھی آجاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ دوا بھی نہیں لینی اور ٹھیک بھی ہونا ہے۔ دن بھر دماغ کی ورزش تو بہت ہوتی ہے مگر اس کے اثرات اکثر منفی ہی ہوتے ہیں۔ صحت مند رہنے کے لیے کم سے کم 30 منٹ کی ورزش کو معمول بنائیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے ساتھ ساتھ گھر والوں کو بھی شامل کریں۔ اس طرح ان کے ساتھ وقت بھی گزار سکیں گی اور ان کو بھی صحت مند زندگی کی طرف متوجہ کرسکیں گی۔ ورزش میں واک، Swimming ،Jogging ،Cycling، رسہ پھلانگنا یا جس سے خوشی ملے وہ شامل کرسکتی ہیں۔

☆ کام کے دوران اچانک بھوک لگنے پر اگر بیکری کی اشیاء کے بجائے گھر کا بنا سینڈوچ یا سٹہ،مکئی، ملک شیک، کھجور، زیتون، پھل، تازہ پھل کا جوس لے لیا جائے تو زیادہ مفید ہے۔

یقیناً آپ اپنی دن بھر کی محنت کی کمائی ہسپتالوں کے مہنگے علاج پر وقف نہیں کرنا چاہیں گے۔ آپ اپنے لیے اور اپنے خاندان کے لیے کون سی زندگی کا انتخاب کرتی ہیں یہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں بجٹ میں رہتے ہوئے بھی اچھی غذا کھائی جاسکتی ہے۔ وہ محنت کی کمائی جو آپ Proccessed Fod، بیکری کی اشیاء، بسکٹس، چپس پر لٹا رہی ہیں اور بعد میں ہسپتالوں کے چکروں میں ضائع کریں گی۔ اگر آج سے ہی اس کو قدرتی غذا پہ خرچ کرنا شروع ہوجائیں تو شاید اس نقصان کی تلافی ہوجائے جو آپ آج سے پہلے اپنی صحت کا کرچکی ہیں۔

☆ روزانہ کی روٹین میں ہم کئی بار اور کئی دفعہ عادتاً 4-5 کپ چائے/ کافی پی جاتے ہیں۔ جس سے نہ صرف جسم میں پانی کی کمی ہوجاتی ہے بلکہ چائے دودھ سے ملنے والے اہم نیوٹریٹنین کے اثرات کو بھی ختم کردیتی ہے۔ اس کے علاوہ چائے/ کافی کی زیادہ تعداد جسم سے اہم نیوٹریٹنٹس جیسے کہ Cokin کے اخراج کا بھی سبب بنتی ہے اور بلڈ پریشر جیسی بیماری میں منفی کردار ادا کرتی ہے۔ دن میں 1-2 کپ سے زیادہ چائے نہ پئیں اور چائے کے بجائے خوراک میں دودھ کو شامل کریں۔

☆ ٹیکنالوجی نے جہاں ہماری زندگی کو بہت آسان بنایا ہے وہیں تصویر کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ بیماریوں کے اضافے میں اوسطاً بھی اہم کردار ہے۔ درج بالا باتیں اختیار کرنا اگرچہ ہمارے معاشرہ کی خواتین کے لیے مشکل ہوتا ہے مگر وہ ان میں سے چند کو بھی اختیار کرلیں تو صحت کی حفاظت کو ممکن بناسکتی ہیں کیونکہ خواتین کی صحت پورے کنبہ کی صحت سے جڑی ہوتی ہے۔ لہذا اگر وہ صحت مندی سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا چاہتی ہے تو اسے کچھ وقت اپنے لیے نکالنا ہوگا۔

☆☆☆☆☆

طلاقِ ثلاثہ کے شرعی احکام

اسلام جوڑنے کیلئے آیا ہے توڑنے کیلئے نہیں

طلاق اسلام میں انتہائی معیوب فعل گردانا گیا ہے

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: ناگزیر حالات میں طلاق دینے کا طریقہ اور طلاق ثلاثہ پر سزا کے حوالے سے مفتی اعظم منہاج القرآن انٹرنیشنل، جناب مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی کا کیا موقف ہے؟

جواب: اسلام جوڑنے کے لئے آیا ہے توڑنے کے لئے نہیں، نکاح و شادی بڑے اہم ، بابرکت اور کامیاب زندگی کے ضامن ہیں۔ طلاق دینا اسلام کی نظر میں انتہائی معیوب اور قابل مذمت فعل گردانا گیا ہے۔ اس کی مثال سرجری کی سی ہے کہ اعضاء کو کاٹنا، چیرنا، پھاڑنا ہرگز قابل تحسین نہیں ہے تاہم کبھی مجبوری ہوتی ہے کہ جسم میں کوئی ایسا کینسر پیدا ہو جاتا ہے اور بروقت آپریشن کرکے زہریلا مواد ضائع نہ کیا جائے تو زہر کا پورے بدن میں پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے جس سے زندگی کے ختم ہونے کا خدشہ بھی ہوتا ہے اس لئے باقی اعضاء کو بچانے کے لئے اُس عضو کو کاٹنا لازم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ناگزیر حالات میں طلاق دینا جائز تو ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے پسند نہیں فرمایا ہے۔ جیسے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ.

حلال کاموں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل طلاق ہے۔

(أبی داود، السنن، کتاب الطلاق تفریع أبواب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، ۲:۲۵۵، ۲۱۷۸، بیروت : دار الفکر)

نکاح ایک عمرانی، معاشرتی اور سماجی معاہدہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا مظہر ہے۔ جس سے مرد و عورت ذہنی سکون پاتے ہیں اور فطری جذبات و احساسات کو جلا بخشتے ہیں۔ لیکن کبھی انسانوں کی حماقتوں یا ذہنوں کے نہ ملنے یا زبردستی شادی کے رسم و رواج آڑے آنے کی وجہ سے یہ رشتے ختم کرنے کا وقت بھی آجاتا ہے کیونکہ نفرت اس حد تک آجاتی ہے جس سے خطرہ ہوتا ہے کہ اُس کے ہاتھوں یہ اور اِس کے ہاتھوں وہ کسی بڑے حادثے کا شکار نہ ہوجائیں۔ اس لئے طلاق کی سرجری کی جاتی ہے تاکہ فریقین اپنی رضا مندی کے مطابق زندگی کا بڑا فیصلہ کرکے نئی حکمت عملی اپنائیں۔ اس معاملے میں جہاں تک ممکن ہو ذمہ دار بندوں ، معاشرے کے موثر افراد، رشتہ داروں اور دوستوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی خرابی نہ ہو اور رشتہ بچ جائے۔ اس لیے پہلے ثالثی کونسل میں پیش ہوکر معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی جائے، اگر پھر بھی نباہ کی کوئی صورت نہ نکلے تو طہر کی حالت میں صرف ایک بار طلاق دے کر جدا ہو جانا چاہئے، اس طرح عدت پوری ہوجانے پر ایک طلاق سے ہی نکاح ختم ہوجائے گا یعنی طلاق رجعی کی عدت کے بعد عورت آزاد ہو جائے گی اور جہاں چاہے اپنی مرضی سے شادی کرنے کی حقدار ہوگی۔ طلاق کا یہ طریقہ اپنانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ اگر دونوں کو اپنے مستقبل کا خیال آجائے، ندامت ہو جائے یا اپنی غلطی کا احساس ہوجائے

تو عدت کے اندر بھی واپسی کا راستہ کھلا رہے گا اور اگر عدت گزر بھی جائے تو صرف دوبارہ نکاح کر کے واپسی ممکن رہے گی۔ لہٰذا تین طلاقیں کسی صورت بھی قابل تحسین نہیں ہیں کیونکہ واپسی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے جو کہ شرعاً، اور طبعاً ہرگز پسندیدہ عمل نہیں ہے۔

لہٰذا اس کا سد باب پہلے تو والدین، خاندان والوں اور دوست احباب کو کرنا چاہئے کہ میاں بیوی میں اگر اس طرح کے مسائل سامنے آتے ہیں تو ان کی غلط فہمیوں کو دور کرکے طلاق کی نوبت سے بچا لیا جائے لیکن اگر تمام تر کوششوں کے باوجود میاں بیوی کی علیحدگی ناگزیر ہوجائے تو صرف ایک طلاق رجعی دے کر عدت ختم ہونے کا انتظار کیا جائے کیونکہ اس صورت میں واپسی کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اگر کوئی تین طلاقیں دے کر قرآن و سنت اور عقل و نقل کی خلاف ورزی کرتا ہے تو جرمانہ اور تعزیراً سزا دینا عدالت کی صوابدید ہے کہ کتنی قید اور کتنا جرمانہ ہونا چاہیے کیونکہ بیک وقت طلاق ثلاثہ دینے پر حضور نبی کریم ﷺ نے بھی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت محمود بن لبید ؓ بیان کرتے ہیں:

أُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟

رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس کی صریح تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔

(نسائی، السنن، کتاب الطلاق، باب الثلاث المجموعۃ وما فیہ من التغلیظ، ۶: ۱۴۲، رقم: ۳۴۰۱، حلب مکتب المطبوعات الإسلامیۃ)

ہماری پرزور اپیل ہے کہ حکومت طلاق دینے، طلاق لکھنے ولکھوانے اور طلاق مؤثری کا سٹیفکیٹ جاری کرنے جیسے تمام امور پر قانون سازی کرے۔ اور ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے کو قید و بند اور جرمانہ کی سزا ملنی چاہئے تا کہ طلاق کی شرح کم ہو اور تین طلاقوں کی جو بدعت عام ہوگئی ہے اس کی روک تھام ہوسکے۔ اس بل کا پاس ہونا بہت ضروری ہے تا کہ مزید بچیوں کا مستقبل خراب نہ ہو اور عورتیں دربدر کی ٹھوکریں کھا کر ذلیل نہ ہوں۔

اس قانون کو موثر اور پائیدار بنانے کے لئے چند اہم تجاویز درج ذیل ہیں:

اگر میاں بیوی کے لڑائی جھگڑے، اس قدر بڑھ جائیں کہ نوبت طلاق تک آن پہنچے تو پہلے انہیں ثالثی کونسل میں پیش کر کے مصالحت کی کوشش کی جائے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا. (النساء، ۴: ۳۵)

اور اگر تمہیں ان دونوں کے درمیان مخالفت کا اندیشہ ہو تو تم ایک مُنصِف مرد کے خاندان سے اور ایک مُنصِف عورت کے خاندان سے مقرر کر لو، اگر وہ دونوں (مُنصِف) صلح کرانے کا اِرادہ رکھیں تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا، بے شک اللہ خوب جاننے والا خبردار ہے۔

جبکہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق لوگ پہلے تین تین اکٹھی طلاقیں دیتے ہیں اور پھر اُن کو ثالثی کونسل میں طلب کر کے صلح کی کوششیں کی جاتی ہیں جو قرآن وحدیث کے منافی عمل ہے۔

اگر ثالثی کونسل، میاں بیوی کے درمیان مصالحت کروانے میں ناکام ہو جائے تو پھر شوہر کو طلاقِ اَحسن دینے کی اجازت دی جائے تا کہ واپسی کا دروازہ کھلا رہے۔ دو یا تین طلاقیں دینے کا حق کسی کو نہ دیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ. (البقرہ، ۲:

طلاق (صرف) دو بار (تک) ہے، پھر یا تو (بیوی کو) اچھے طریقے سے (زوجیت میں) روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

نوٹ: طلاقِ اَحسن وہ طلاق ہوتی ہے جس کے مطابق شوہر اپنی زوجہ مدخولہ کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس سے مباشرت نہ کی ہو۔ پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے۔ اس میں دورانِ عدت مرد کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت

بائنہ ہو جاتی ہے اور فریقین کی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح بھی ہو سکتا ہے۔

طلاق مؤثری کے سرٹیفکیٹ کے حصول کے لیے تین طلاقیں لازمی دینے کی شرط ختم کی جائے اور طلاقِ احسن کی عدت پوری ہونے پر عورت کو طلاق مؤثر ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کر کے اُسے دستور کے مطابق کہیں اور نکاح کرنے کی اہل قرار دیا جائے۔

شریعت کے مطابق مطلقہ حائضہ کی عدت تین حیض، حاملہ کی وضع حمل اور آئسہ (ایسی عورت جس کو بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ماہواری کا خون نہ آتا ہو) کی تین ماہ شمار کی جائے جو کہ قرآن وسنت کے صریح احکامات ہیں جبکہ اس وقت ہماری عدالتوں میں ججز، وکلاء، عرضی نویس اور یونین کونسل وثالثی کونسل وغیرہ میں بھی ہر عورت کے لیے نوے (90) دن عدت شمار کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ

اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ (البقرۃ ۲:۲۲۸)

مذکورہ بالا آیت میں واضح ہے کہ مطلقہ حائضہ کی عدت تین حیض ہے۔ جبکہ حاملہ اور آئسہ کی عدت کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا○

اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں شک ہو (کہ اُن کی عدّت کیا ہوگی) تو اُن کی عدّت تین مہینے ہے اور وہ عورتیں جنہیں (ابھی) حیض نہیں آیا (ان کی بھی یہی عدّت ہے)، اور حاملہ عورتیں (تو) اُن کی عدّت اُن کا وضعِ حمل ہے، اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے (تو) وہ اس کے کام میں آسانی فرما دیتا ہے۔

عرضی نویس، وکلاء اور اشٹام فروش وغیرہ کو اکٹھی تین طلاقیں لکھنے کی قطعاً اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ طلاق لکھنے کا باقاعدہ لائسنس جاری ہونا چاہیے جو قانون کی خلاف ورزی کرے اُس کا لائسنس ختم کر دینا چاہیے۔ اکٹھی تین طلاقیں لکھنے، لکھوانے اور گواہ بننے والوں کو تعزیراً سزا و جرمانہ ہونا چاہیے۔

عرضی نویس، وکلاء اور ججوں کو طلاق کے حوالے سے سپیشل کورسز کروائے جائیں تا کہ ان سب کو طلاق کا پیپر لکھنے سے لے کر فیصلہ ہوجانے تک کے مرحلہ کی تمام معلومات ہوں اور طلاق لکھوانے والے سے پوچھا جائے کہ ابتدائی مرحلہ (ثالثی کونسل) طے کیا گیا ہے کہ نہیں؟ اور مکمل جانچ پڑتال کرنے کے بعد ثالثی کونسل کی طرف سے بھجوائی گئی صرف ایک طلاق ہی لکھنے اور نافذ کرنیکی اجازت ہو اور جو بھی اس کی خلاف ورزی کرے، جرمانہ وسزا کا مستحق ٹھہرایا جائے۔☆☆

(بقیہ: الہدایہ کارنر)

عملی مثال: سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۱۷ میں عملی مثال بیان کرتے ہوئے بدبخت کفار کا ذکر کیا گیا ہے جن کے سامنے آفتاب نبوت پوری آب وتاب سے روشن تھا لیکن ان کے اعمال بد کے باعث ان سے قبول حق کی سعادت چھین لی گئی جیسے روشن دن میں آنکھوں کا نور سلب کرلیا جائے اب تاریکیاں ان کا ہمیشہ کے لیے مقدر بن گئیں۔

ماحولیاتی مثال: آیت نمبر۱۹ میں ماحولیاتی مثال بیان کی گئی ہے جسے آسمان سے زور دار بارش ہورہی ہے اس سے دین اسلام اور ایمان کی برکتوں کی بارش مراد ہے۔ جس میں بجلی کڑک چمک سب کچھ ہوتا ہے مشکلات ہوتی ہیں اوامر ونواہی ہوتے ہیں قربانیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں اس کو بجلی کی کڑک اور چمک کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ وہ جب مشکل وقت آتا ہے تو رک جاتے ہیں پیچھے کھڑے ہوجاتے ہیں ساتھ نہیں دیتے جب کڑک چمک ختم ہوجائے تو ساتھ دیتے ہیں۔ آگے چلتے ہیں یہ ان کی مفاد پرستانہ کیفیت ہے وہ ماحول کو دیکھ کر چلتے ہیں۔

نفسیاتی مثال: آیت نمبر۲۰ میں نفسیاتی حوالے سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو خوف رہتا ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے گی اور بصارت ختم ہوجائے گی جب ماحول میں چمک دیکھتے تو چل پڑتے ہیں جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو رک جاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بعض آیات قرآنی منافقین کی سمجھ میں آتی ہیں اور جنہیں وہ اپنے لیے سازگار سمجھتے ہیں وہ قبول کرلیتے ہیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی ان کا انکار کردیتے ہیں۔

گلدستہ

تین چیزیں سوچ سمجھ کر اٹھائیے......قدم قلم قسم

بہترین انسان عمل سے پہچانا جاتا ہے، قرض، فرض، مرض کو چھوٹا نہ سمجھو

اگر خوش رہنا ہے تو دوسروں کو خوش رکھنا سیکھو

مرتبہ: ادیبہ شہزادی

حضرت رابعہ بصریؒ

یہ سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور مقرب بندوں اور ان کے احوال و مقامات کا ذکر فرماتا ہے بلکہ قرآن مجید میں اس کا وعدہ ہے:

سوتم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

ان کے ذکر کا مقصد اپنا وعدہ پورا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ راہ حق کے طالبوں کے لیے میرے محبوب اور مقرب لوگوں کا ذکر میری سنت بن جائے اور یہ کہ ان کا پڑھنے اور سننے والوں کے دل بھی اسی حال کی طرف راغب ہوں۔ یہ ان کا زادسفر بنے اور میری محبت ومعرفت کی خوشبو ان تذکروں کے ذریعے آگے پھیلتی جائے اور ہزاروں لاکھوں جانوں کو معطر کرتی چلی جائے۔ ایسی ہی ایک ہستی جن کا ذکر دل میں رعب و خوف الٰہی کو زندہ کردیتا ہے حضرت رابعہ بصریؒ ہیں۔

انہوں نے چند دنوں میں خصوصی مہارت سے امور دینیہ سیکھے بلکہ تحصیل علم میں مردوں پر سبقت لے گئیں۔ وہ اسرار فقہ و حدیث وتفسیر کو خوب سمجھتی تھیں۔ ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے آگاہ تھیں حتی کہ انہوں نے بہت سی حدیثیں زبانی یاد کرلیں حتی کہ آپ کا شمار اپنے زمانے میں بڑے بڑے مفکرین مفسرین محدثین صوفیاء عظام میں شمار ہونے لگا۔

آپ کا معمول تھا کہ دن میں روزہ رکھتیں اور رات عبادت میں صرف کرتیں اتباع فقہ وتقرب الی اللہ میں وہ اس قدر منہمک ہوتیں کہ ہر دنیا کی ہر چیز کو ٹھوکر ماردی حضرت رابعہ بصری نے اپنی جوانی کو اللہ رب العزت کی عبادت وتسبیح وتحلیل میں مصروف رکھا تاکہ تقویٰ، معرفت الٰہی حاصل کرسکیں۔

رباح بن عمر قیس، امام سفیان ثوری، امام مالک بن دینار اور شیخ عبدالواحد بن زید جیسے اکابرین آپ کے معاصرین تھے مگر حضرت رابعہ بصری ان سب سے عبادت میں آگے تھیں حضرت رابعہ بصری نے اپنی عمر کی بیشتر راتیں نماز روزہ دعا میں گزار دیں اور جب وہ سوجاتیں تو پشیمان روتی ہوئی اور اپنے نفس کو ملامت کرتی اٹھتیں کہ وہ اتنی دیر مولا سے کیوں غافل رہیں جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوتیں تو اللہ کے حضور عرض کرتیں کہ پروردگار ستارے روشن ہوگئے لوگ سوگئے ہیں بادشاہوں نے دروازے بند کرلیے پر حبیب اپنے حبیب سے محو خلوت ہے اور میں یہاں تیرے سامنے کھڑی ہوں پھر ساری رات نماز پڑھتی رہتیں حتی کہ فجر ہوجانے پر تلاوت کلام پاک میں مصروف ہوجاتیں جب

روشنی پھیل جاتی تو اس طرح مناجات کرتیں اے خدا رات گزر گئی دن پھر آ گیا کاش مجھے یہ معلوم ہوتا تو نے میری نماز قبول کر لی یا رد کر دی۔ تیری عزت کی قسم! میرا یہی طریقہ رہے گا جب تک تو مجھے جواب نہ دے گا یا میری مدد نہ کرے گا۔ قسم ہے تیری عزت کی! اگر تو مجھے اپنے دروازے سے دھتکار دے گا تو میں نہ ٹلوں گی کیونکہ تیری محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے۔ حضرت رابعہ پر جب بھی نیند غالب آجاتی اور وہ ذرا سو جاتیں تو فوراً ڈری ہوئی گھبرائی ہوئی اللہ سے دعائیں مانگتی ہوئی اٹھتیں پھر وہ اس طرح اپنے رب سے فریاد کرتیں اے نفس تو کب تک سوئے گا؟ وہ دن قریب ہے کہ تو ایسی نیند سو جائے گا کہ پھر یوم حشر کی چیخ و پکار تجھے جگا دے گی۔

سچی حکایت

حضرت سلطان باہوؒ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ہل چلا رہے تھے اور خستہ حال کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس شخص کو بڑا رنج ہوا اور وہ بغیر کچھ کہے واپس ہونے لگا تو آپ نے اس کو آواز دی اور کہا کہ تم کچھ کہے بغیر واپس کیوں جا رہے ہو؟ تو وہ شخص بولا کہ میں تو آپ سے مالی امداد مانگنے آیا تھا لیکن آپ کا حال دیکھ کر میں چپ چاپ واپس اس لیے جا رہا تھا کہ آپ تو خود تنگدست ہیں میری کیا امداد کریں گے۔

حضرت سلطان باہوؒ نے اسی وقت زمین سے مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور زمین پر مارا۔ اس شخص نے نگاہ ڈالی تو تمام مٹی سونا بن چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جتنی ضرورت ہے سونا لے لو۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے اقوال زریں

☆ اگر خوش رہنا ہے تو دوسروں کو خوش رکھنا سیکھو۔

☆ بہترین انسان عمل سے پہچانا جاتا ہے اچھی باتیں تو برے لوگ بھی کرتے ہیں۔

☆ غریب پر احسان کرو کیونکہ غریب ہونے میں وقت نہیں لگتا۔

☆ توبہ کا خیال خوش بختی کی علامت ہے کیونکہ جو اپنے گناہ کو گناہ نہ سمجھے وہ بدقسمت ہے۔

☆ بدترین ہے وہ شخص جس کے ڈر کی وجہ سے لوگ اس کی عزت کریں۔

☆ سب سے زیادہ نیکی اپنے دوستوں اور ہم نشینوں کی عزت کرنا ہے۔

☆ سادگی ایمان کی علامت ہے۔

☆ خود کو مظلوم کی بددعا سے بچاؤ اس لیے کہ وہ خدا سے صرف اپنا حق مانگتا ہے اور خدا حقدار کو اپنا حق مانگنے سے نہیں روکتا۔ (یعنی اسے اس کا حق ضرور دیتا ہے)

تین چیزیں

کبھی چھوٹی نہ سمجھیں
فرض، قرض، مرض
کسی کا انتظار نہیں کرتیں
موت، وقت، گاہک
سوچ سمجھ کر اٹھاؤ
قدم، قلم، قسم
خلوص سے کرنی چاہئے
رحم، کرم، دعا
یاد رکھنا ضروری ہے
سچائی، فرائض، موت
انسان کو ذلیل کرتی ہیں
چوری، چغلی، جھوٹ
کوئی دوسرا نہیں چرا سکتا
عقل، علم، ہنر

☆☆☆☆☆

روحانی وظائف

شرِ نظر سے بچاؤ کے لئے وظائف

پہلا وظیفہ: شیطانی اثرات میں سے ایک اثرِ نظرِ بد کا لگنا بھی ہے اس سے پناہ مانگنا سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نظرِ بد سے حفاظت کے لئے حسنین کریمین علیہما السلام پر درج ذیل وظیفہ سے دم فرمایا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ (سنن ترمذی، ۳: ۵۷۷، رقم: ۲۰۶۰، عن ابن عباسؓ)

. یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر دم کریں۔ . پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔

. حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کروا سکتے ہیں۔

اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

❁ یہ وظیفہ حسب ضرورت جاری رکھیں۔

دوسرا وظیفہ: شرِ نظر سے نجات کے لئے یہ وظیفہ بھی مفید اور مؤثر ہے:

❁ سورۃ الفاتحہ (مکمل) اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)

. یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر دم کریں۔ . پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔

. حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔

اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

❁ یہ وظیفہ حسب ضرورت جاری رکھیں۔

تیسرا وظیفہ: شرِ نظر سے نجات کے لئے یہ وظیفہ بھی مفید اور مؤثر ہے:

☆ سورۃ الفاتحہ (مکمل) اور چہار قُل (مکمل سورتیں)

. یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر دم کریں۔ . پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔

. حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔

اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

❁ یہ وظیفہ حسب ضرورت جاری رکھیں۔

چوتھا وظیفہ: شرِ نظر سے بچاؤ کے لئے یہ کلمات بھی خاص تاثیر رکھتے ہیں:

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

. یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار، ۱۱ بار یا ۴۰ بار پڑھ کر دم کریں۔ . پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔

. حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔

اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

❁ یہ وظیفہ حسب ضرورت جاری رکھیں۔

(الفیوضات المحمدیہ، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، صفحہ نمبر 355) ☆☆☆☆☆

منہاج کالج برائے خواتین سے فارغ التحصیل طالبات تقریبِ ردائے فضیلت

زونل نگران جنوبی پنجاب محترمہ میمونہ شفاعت کا سہ روزہ تنظیمی دورہ

زونل نگران شمالی پنجاب محترمہ ارشاد اقبال کا سہ روزہ تنظیمی دورہ

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
NOV-2018
LAHORE
Regd CPL No.45

35 ویں
سالانہ

عالمی میلاد کانفرنس

حضور آپ ﷺ آئے تو دل جگمگائے

خصوصی خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

11 اور 12 ربیع الاوّل
کی درمیانی شب
مینار پاکستان

زیرنگرانی: ڈاکٹر حسن محی الدین قادری
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

میلاد کانفرنس میں معروف قراء، نعت خواں، علماء کرام اور
مختلف طبقات کی نامور نمائندہ شخصیات شرکت فرمائیں گی

خواتین کیلئے باپردہ انتظام

تحریکِ منہاج القرآن
042-111-140-140 www.minhaj.org
TahirulQadri TahirulQadri